حضرت علامہ مولانا مفتی **غلام دستگیر** ہاشمی دائم الحضوری
قریشی صدیقی نقشبندی حنفی قصوری رحمۃ اللہ علیہ

- **حالاتِ زندگی**
- **ردِ قادیانیت**

حالات زندگی

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام دستگیر ہاشمی قریشی صدیقی نقشبندی حنفی قصوری رحمۃ اللہ علیہ محلّہ چلہ بیبیاں اندرون موچی گیٹ لاہور میں پیدا ہوئے[1]۔ والد کا اسم گرامی مولانا حسن بخش صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ کے ایک بڑے بھائی مولانا محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ مسجد ''ملا مجید'' لاہور میں ایک عرصہ تک خطابت اور تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری خلیفہ شاہ غلام علی مجددی دہلوی رحمہما اللہ کی ہمشیرہ تھیں۔ اس طرح مولانا قصوری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت غلام محی الدین قصوری کا شاگرد، خواہرزادہ، داماد، مرید باصفا اور خلیفہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔

جب مولانا قصوری سن شعور کو پہنچے تو حضرت مخدوم غلام مرتضیٰ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ روحانی درس گاہ اور علمی مکتب مغربی پاکستان کے اولیاء وعلماء کی روحانی اور علمی تربیت گاہ کی حیثیت سے مرجع خلائق بن چکا تھا۔ اور اس وقت مولانا غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری کے فیضان کا شہرہ اطراف واکناف پاک وہند تک پھیل چکا تھا، ترجمان حقیقت سید وارث شاہ اور سید بلھے شاہ رحمہما اللہ جیسے نامور صوفیاء اسی درس گاہ کے فیضان سے مالامال ہوکر آسمان شہرت پر آفتاب وماہتاب بن کر چمکے تھے۔ ان بزرگان دین کی ضیاء پاشیوں سے قلوب واذہان کے تاریک خانے بقعہ نور بن چکے تھے۔ حضرت مولانا غلام مرتضیٰ بیربلوی اور حضرت غلام نبی للٰہ شریف رحمہما اللہ ان دنوں حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری کی شاگردی میں روحانی دولت سے دامن مراد بھرنے میں مصروف تھے۔ مولانا قصوری

[1] سن ولادت معلوم نہ ہوسکا۔ ۱۲ منہ

کو اس درسگاہ کی کشش نے لاہور سے دعوت تربیت دی۔ آپ نے وقت کے اس جلیل القدر استاد کے سامنے زانوئے ادب طے کیا جس کے کمالات کا ایک کرشمہ یہ بھی تھا۔

ستارہ می شکند آفتاب می سازند

آپ نے منقولات و معقولات میں کمال حاصل کیا۔ زمانہ طالب علمی میں اپنی ذہانت اور محنت کی بدولت اپنے اساتذہ سے خراج تحسین حاصل کیا۔ آپ ابتداہی سے فکری اور نظریاتی مباحث میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ آپ اس چیز کو اچھی طرح محسوس کرتے تھے کہ درس گاہوں کے باہر کی دنیا فکر و نظر کے اختلافات میں کھوگئی ہے اور ملک کی سیاست پر انگریز قابض ہو چکا ہے جس نے مسلمانوں کی وحدت فکر کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ہزاروں اعتقادی فتنوں کو بیدار کر دیا تھا۔ آپ کے استاد حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے مستقبل کے ایسے ہی اعتقادی فتنوں کے سد باب کے لئے اپنے لائق اور ذہین شاگرد کو خاص انداز میں تربیت دے کر تیار کیا۔

اہل اللہ سے عقیدت

مولانا قصوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی بے پناہ مصروفیتوں کے باوجود اہل اللہ سے بڑی عقیدت کا مظاہرہ کیا کرتے تھے جہاں کوئی صاحب نظر دیکھا پابرہنہ پہنچے اور زانوئے ادب طے کیا۔ حضرت مخدوم علی الہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، بابا فرید شکر گنج پاک پتن رحمۃ اللہ علیہ، دربار عالیہ چاچڑاں شریف، اوچ شریف اور ملک کے دوسرے مزارات پر آپ اہتمام سے حاضری دیتے۔ آپ نے اپنی کتاب ''تحفہ دستگیریہ'' کے صفحہ نمبر ۱۳۳ پر خواجہ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پاک پر زائرین کے بے پناہ ہجوم کا منظر یوں کھینچا ہے:

''فقیر مزار پر انوار حضرت شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ پاک

پتن شریف گیا۔ وہاں حضرت مولانا مولوی داداربخش مرحوم مجھے ایک بلند مقام پر لے گئے، جہاں سے زائرین کا ہجوم صاف دکھائی دیتا تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ ہزاروں لوگ صف بستہ رواں دواں بہشتی دروازے کو جا رہے ہیں اور کئی لوگ ان زائرین کے سر پر پاؤں رکھ کر بڑی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ دروازے کے قریب جا کر وہ انسانوں کے جم غفیر میں غوطہ لگاتے اور دروازے سے گزرتے ہیں۔ جن لوگوں کے سر اور کندھوں پر سے یہ لوگ گزر رہے تھے وہ نہ تو شکایت کرتے اور نہ ہی کسی تکلیف کا اظہار کرتے۔ ان محبت کیش عوام کی عقیدت ومحبت کی محویت کا یہ منظر میرے لئے حیران کن تھا۔ اور جن بزرگان دین کی کرامات کا میں علمی طور پر قائل تھا اپنی آنکھوں دیکھ کر یقین کے رتبہ کو پہنچا''۔

از کرامت خار گلشن مے شود

دیدۂ بے نور روشن مے شود

(تحفہ دستگیریہ صفحہ ۱۳۳ بحوالہ تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور از صاحبزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب)

آپ نے قرآن پاک کی تفاسیر اور احادیث کی تشریحات کا دقت نظر سے مطالعہ لیا۔ تعلیم سے فارغ ہوتے ہی اعتقادی نشو ونما کا کام کرنے لگے۔ انگریزی حکومت نے سلامی معاشرے کو مسموم کرنے کے لئے کئی قسم کے اعتقادی زہر پھیلا دیئے۔ بداعتقاد علماء

کی پیٹھ ٹھونکی جاتی، فتنہ پرور عناصر کو فتنہ سامانیوں کی پوری مراعات بہم پہنچائی جاتیں، ان نظریات کو خاص طور پر پھیلایا جاتا جس سے ملت اسلامیہ کی وحدت فکر کو پارہ پارہ کیا جاسکتا تھا، عوامی ذہن کو شکوک وشبہات کی نذر کردیا جاتا۔ اس وقت کی معاشرتی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ مرزائیت، وہابیت، چکڑالویت، نیچریت اور پھر دیوبندیت جیسے محسوسہ اور غیر محسوسہ فرقے رینگتے ہوئے آگے بڑھے اور حشرات الارض کی طرح اسلامی زندگی کی تمام راہوں کو متعفن کرنے میں مصروف ہوگئے۔ ہر مسجد، ہر مجلس، ہر جلسہ گاہ، ہر درسگاہ، غرضیکہ ہر گھر ان فتنوں کی آماجگاہ بنادیا گیا۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ ان فرقوں کے داعیان اپنے آپ کو اسلام اور دین کا اولین ''خادم'' اور ''حق پرست'' کہتے نہ تھکتے۔

ان ناساعد حالات میں مولانا قصوری اللہ کا نام لے کر میدان عمل میں آئے اور ان طوفانوں کے سامنے ڈٹ گئے۔ لاہور کی علمی دنیا آپ کی ہمت مردانہ اور فاتحانہ انداز تکلم سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ ہند کے مشاہیر نے آپ کی خدمات کا اعتراف کیا۔ عرب وعجم کے دینی حلقوں نے آپ کی علمی اور اعتقادی خدمات کو بڑا سراہا۔ آپ نے وقت کے اس چیلنج کا نہایت پامردی سے مقابلہ کیا۔ برصغیر پاک وہند کے ہر شہر، ہر قصبہ، ہر میدان اور ہر جلسہ میں پہنچے اور بداعتقاد علماء کے کھوکھلے دعووں کے تاروپود بکھیر دیئے۔ آپ کے زوراستدلال اور انداز بیان کے سامنے ان فتنہ پردازوں کا پندار ٹوٹ جاتا اور اکثر میدان چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرتے۔ مولانا قصوری تمام زندگی علمی وتحریری میدان میں تحفظ دین کے لئے مصروف جہد رہے اور یوں سنیوں کا یہ بطل عظیم ۱۸۹۷ء، ۱۳۱۵ھ میں واصل بحق ہوا۔

تصانیف

آپ کی مشہور تصانیف کے اسماء ذیل میں درج کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین اپنے ذوق کے پیش نظر ان موضوعات کا تفصیلی مطالعہ کرسکیں اور مصنف کی علمی کاوشوں کا صحیح اندازہ کرسکیں۔

۱. ''عمدة البیان فی اعلان مناقب النعمان'': (۱۲۸۵ھ)

یہ کتاب وہابیوں کے شیخ الکل جناب میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کی مشہور تصنیف ''معیار الحق'' کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ پہلے یہ کتاب فارسی میں چھپوائی گئی، بعد میں اس کی مقبولیت کے پیش نظر اردو میں بھی اشاعت کی گئی۔

۲. ''تحفه دستگیریه به جواب اثناعشریه'': (۱۲۸۵ھ)

اس کتاب میں مولوی غلام علی قصوری ثم امرتسری کے احناف پر دس اعتراضوں کے جواب ہیں۔

۳. ''تحقیق صلوٰة الجمعه'': (۱۲۸۸ھ)

تفصیل معلوم نہ ہوسکی۔

٤. ''مخرج عقائد نوری بجواب نغمه طنبوری پادری عماد الدین'': (۱۲۹۴ھ)

رسوائے پنجاب پادری عماد الدین نے ''نغمہ طنبوری'' میں اسلام پر بڑے رکیک حملے کئے تھے۔ مولانا قصوری نے اس کتاب میں ان خیالات کی پرزور تردید کی اور ساتھ ہی لودھیانہ میں ایک مناظرہ میں پادری عماد الدین کو شکست فاش دی۔

۵. ''هدیة الشیعتین منقبت چار یار معه حسنین رضی الله عنهم'' (۱۲۹۵ھ)

یہ کتاب فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع ہوئی اس میں شیعہ اور خوارج کے نظریات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔

٦. "توضیح دلائل وتصریح ابحاث فرید کوٹ":

ریاست فرید کوٹ کے راجہ نے اپنے اہتمام میں علمائے اہل سنت اور غیر مقلدین کے درمیان بڑے مناظرے کرائے۔ ان تمام مناظروں میں ملک کے بڑے بڑے جید علماء شریک ہوتے تھے۔ مولانا قصوری نے ان مباحث کو یکجا جمع کر کے ترتیب دیا اور آخر میں مہاراجہ فرید کوٹ نے فیصلہ بھی دیا۔ یہ کتاب نظریاتی اختلافات کی ایک تاریخی روئیداد ہے اور خاص کر مسئلہ تقلید میں بڑا ہی مواد جمع کیا گیا ہے۔

٧. "عروة المقلدین بالهام القوی المبین": (١٣٠٠ھ)

مسئلہ تقلید اس زمانے کے علمائے دین میں مابہ نزاع بن گیا تھا اور ہر سطح پر اس موضوع پر گفتگو ہوتی تھی۔ مولانا قصوری نے اس کتاب میں تقلید پر بڑے پرزور دلائل دیے ہیں۔

٨. "ظفر المقلدین": (١٣٠٢ھ)

یہ کتاب مولوی محی الدین لکھوی کی کتاب "ظفر المبین" کے جواب میں لکھی گئی اور مسئلہ تقلید پر بڑے پختہ دلائل دیے گئے۔

٩. "جواهر مضیه ردّ نیچریه": (سن ١٣٠٤ھ)

اس کتاب میں سر سید احمد خان کے ایک خط کا جواب مفصل دیا گیا ہے اس خط میں سر سید احمد خان نے اپنے نیچری عقائد اور خاص کر اللہ کی ذات پر اپنا نظریہ پیش کیا تھا۔ مولانا قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف اس خط کا جواب دیا بلکہ اسے کتابی شکل میں شائع بھی کروایا۔

١٠. "ظهور اللمعه فی ظهر الجمعه": (١٣٠٤ھ)

مولانا قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "فتح رحمانی" کے حاشیہ میں اس کتاب

کا ذکر فرمایا ہے مگر تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔

١١. "کشف السطور عن مسئله طواف قبور": (١٣٠٥ھ)

تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔

١٢. "نصرة الابرار فی جواب الاشتهار": (١٣٠٥ھ)

یہ رسالہ گوجرانوالہ کے بعض غیر مقلدین کے اس اشتہار کے جواب میں لکھا گیا جس میں انہوں نے صلوٰۃ وسلام پر اعتراض کیا۔ آپ نے گوجرانوالہ کے عوام کی دعوت پر ان اشتہار والے علماء کا سخت تعاقب کیا اور گوجرانوالہ پہنچ کر کوٹ بھوانیداس میں مولوی عبدالعزیز اور مولوی عبدالقادر سے مناظرہ کیا اور اس مناظرے کو آپ نے کتابی شکل میں شائع کرا کے تقسیم کیا۔

١٣. "تقدیس الوکیل عن توهین الرشید والخلیل": (١٣٠٧ھ)

یہ کتاب آپ کی اعتقادی اور فکری اختلافات میں مفاہمت کے لئے ایک اہم کوشش ہے۔ اس کتاب کو ان تمام اختلافات کی اصلاح میں ایک بنیادی اور فیصلہ کن حیثیت حاصل ہو گئی ہے جو آج تک بعض حلقوں میں وجہ نزاع بن گئے ہیں۔ سب سے پہلے دیوبندی مکتبہ فکر کے ان علمائے ہند نے جن میں سے بعض حضرات حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بھی تھے ان مسائل سے اختلاف کیا جو سنی مکتبہ فکر میں مسلمہ حیثیت رکھتے تھے۔ ان مسائل پر ان سے پہلے ابن تیمیہ، قاضی شوکانی، محمد بن عبدالوہاب نجدی اور پھر اسمٰعیل دہلوی اپنی تحریروں میں اعتراضات کر چکے تھے۔ علمائے دیوبند نے ان حضرات کی تحریروں سے متاثر ہو کر سواد اعظم اہلسنت کے معتقدات کو غلط قرار دینا شروع کر دیا تو علمائے ربانی نے ان کی تحریروں کا نوٹس لیا، مگر جنگ آزادی ١٨٥٧ء میں علمائے اہل سنت پر جو مصائب ٹوٹے اُن سے ان بدعقیدہ علماء کے حوصلے بلند ہو گئے اور ان کی یہ حرکتیں

باقاعدہ ایک فتنے کی شکل اختیار کر گئیں۔ بعض صلح جو حضرات نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا اور ان کی رائے لی تو آپ نے "فیصلہ ہفت مسئلہ" کی صورت میں ان لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر بات سلجھنے کی بجائے بگڑتی چلی گئی۔ مولانا عبدالسمیع بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "انوار ساطعہ" کے رد میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (جو ان دنوں بہاولپور میں مدرس تھے) نے "براہین قاطعہ" لکھی۔ اس کتاب میں وہ علمائے اہل سنت پر خوب برسا، اس کتاب کو مولوی رشید احمد گنگوہی کی مکمل تائید حاصل تھی بلکہ بقول مصنف نزہۃ الخواطر کے یہ کتاب مولوی گنگوہی ہی کی ہے۔

مولوی انبیٹھوی، مولانا قصوری کے مخلص احباب میں سے تھے اور علمائے اہل سنت کی ان تمام تحریروں پر تائیدی اور تصدیقی مہریں ثبت کرتے تھے جو اعتقادی مسائل پر سامنے آتے۔ "ابحاث فریدکوٹ" میں مولوی انبیٹھوی ان تمام اعتقادی مسائل میں تصدیقی مہریں ثبت کر چکے تھے جو علمائے اہل سنت کے اعتقادی نظریات پر مبنی تھے۔ "براہین قاطعہ" کی تحریر سے مولانا قصوری کو بڑا صدمہ ہوا وہ بنفس نفیس بہاولپور پہنچے اپنے دوست سے بالمشافہ گفتگو کر کے صورت حال معلوم کرنے کی سعی بلیغ فرمائی مگر صاحب "براہین قاطعہ" کو اپنی ہٹ پر قائم پا کر حیرت زدہ رہ گئے۔ اندریں حالات مولانا قصوری کے سامنے اس کے بغیر چارہ کار نہ تھا کہ ان مسائل کو عوام کے سامنے پیش کر کے مولوی انبیٹھوی اور ان کے ہم خیال علماء کو بحث کا موقعہ دیا جائے۔ چنانچہ شوال ۶ ۱۳۰ھ بمقام بہاولپور ان اعتقادی مسائل پر مفاہمت کی ایک بھرپور کوشش کی۔ مولوی انبیٹھوی اپنے چھ دیوبندی علماء لے کر فروکش ہوئے اور مولانا قصوری نے اپنے چھ ساتھیوں سمیت نواب آف بہاولپور کی نگرانی میں ان مسائل پر گفتگو کا آغاز کیا جو "انوار ساطعہ" اور "براہین قاطعہ" میں زیر بحث آ چکے تھے اس اعتقادی مفاہمت کی مجلسی بحث کے حکم حضرت شیخ المشائخ خواجہ

غلام فرید چشتی حنفی چاچڑاں شریف رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوئے۔ مناظرے میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو شکست فاش ہوئی اور حَکم مناظرہ نے لکھ دیا کہ ان دیوبندی حضرات کے اعتقاد اُن وہابی علماء سے ملتے ہیں جو اس برصغیر میں **اعتقادی خلفشار** کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ اس فیصلے کے بعد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو ریاست سے نکل جانے کا حکم دے دیا گیا۔

علمائے دیوبند نے بعض اشتہارات میں اپنے ہم خیال عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یہ نظریات تو محض علمائے برصغیر کے ہاں ہی پائے جاتے ہیں علمائے حرمین شریفین تو ان کے ہمنوا نہیں۔ مولانا قصوری علیہ الرحمۃ ۱۳۰۷ھ میں اس کتاب کو لے کر عازم بیت اللہ ہوئے اور دوران سفر اس کتاب کا عربی ترجمہ بھی کرتے رہے۔ چنانچہ وقت کے جید علمائے دین نے اس کتاب کی مکمل تائید فرمائی۔ علمائے حرمین شریفین کے کچھ نام یہ ہیں جنہوں نے مولانا قصوری علیہ الرحمۃ کی خدمت کو سراہا۔ مفتی محمد صالح کمال حنفی مکی صاحب، مفتی محمد سعید شافعی مکی صاحب، مفتی محمد عابد بن حسین مالکی مکی صاحب، مفتی خلف بن ابراہیم حنبلی مکی صاحب اور مفتی عثمان بن عبدالسلام حنفی مدنی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ۔

بعض دیوبند حضرات کا یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ علمائے حرمین چونکہ اردو نہیں جانتے تھے مولانا قصوری کی ہاں میں ہاں ملا کر تصدیق کر دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان علماء میں مولانا عبدالحق مہاجر مکی بھی ہیں۔ یہ ضلع الہ آباد قصبہ نارہ کے باشندے تھے یہ تو اردو جانتے تھے۔ گنگوہی صاحب کے سوانح نگار عاشق الٰہی میرٹھی کے بقول گنگوہی صاحب کو بھی جانتے تھے (تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۹۲ بحوالہ تحقیقات صفحہ ۲۳۶) انہوں نے کیسے تصدیق کر دی؟ ان علماء میں حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکی صاحب بھی ہیں جو کہ گنگوہی صاحب کے پیر ہیں کیا انہوں نے بھی ایسے ہی تصدیق فرما دی؟ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب مہاجر مکی نے

بالتفصیل تقریظ وتصدیق سے نوازا جس میں ایک جملہ یہ بھی ہے:

''سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے .... مولوی رشید احمد اس مردود (قادیانی) کو مرد صالح کہتے تھے، اور جو علماء اس مردود کے حق میں کچھ کہتے تھے مولوی رشید احمد اپنی ہٹ سے نہیں ہٹتے تھے، اور کہتے تھے مرد صالح ہے''۔

(تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل عربی، اردو صفحہ ۳۰۷)

حضرت علامہ مولانا انوار اللہ صاحب مصنف ''افادة الافہام'' جو مشاہیر علمائے ریاست حیدر آباد دکن ہیں انہوں نے بھی اس کتاب کی تصدیق فرمائی۔

اعلیٰحضرت امام اہلسنت مفتی احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۰ھ میں ''المعتمد المستند'' تصنیف فرمائی جس میں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے براہین قاطعہ کی کفری عبارت کی بناپر تکفیر فرمائی پھر آپ ۱۳۲۴ھ میں حج وزیارت کے لئے تشریف لے گئے تو اسی فتویٰ کی تائید وتقویت کیلئے ''المعتمد المستند'' کا وہ حصہ جس میں ان لوگوں کی نام بنام تکفیر تھی علمائے حرمین شریفین کی خدمات عالیہ میں پیش فرمایا اور دونوں حرم کے اجلہ علمائے کرام مفتیان عظام نے اس کی تصدیقیں فرمائیں۔ حج وزیارت سے واپسی کے بعد ان تمام تصدیقات کو ''حسام الحرمین'' کے نام سے چھپوادیا۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ رئیس العماء مفتی محمد صالح کمال حنفی مکی اور مولانا عبدالحق مہاجر مکی کی تصدیقات بھی اس کتاب میں موجود ہیں جو کہ مولانا قصوری علیہ الرحمہ کی کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل میں ہے۔

ہاں اگر کوئی اعتراض کرے کہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ کی کتاب پر علامہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب مہاجر مکی اور حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہما کی تقریظات وتصدیقات کیوں نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت رحمت اللہ کیرانوی صاحب کا سن وصال ۱۳۰۸ھ اور حضرت امداد اللہ مہاجر مکی صاحب کا سن وصال ۱۳۱۷ھ ہے اور امام اہلسنت ۱۳۲۴ھ میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے لہٰذا یہ اعتراض درست نہیں۔

۱۴۔ ''تحقیق تقدیس الوکیل'': (۱۳۰۸ھ)

اس کتاب میں آپ نے بڑی تحقیق وتفصیل سے حضرت باری تعالیٰ کی تقدیس کو پیش کیا ہے اور ابن تیمیہ کے مقلدین کے عقائد کی بے راہ روی کی نشاندہی کرکے ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جو وہ آئے دن اٹھاتے رہتے تھے۔

ردّ قادیانیت

براہین احمدیہ کی ابتدائی اشاعت کے وقت سے ہی مولانا قصوری رحمۃ اللہ نے اپنی مومنانہ فراست سے یہ بھانپ لیا تھا کہ یہ بڑا فتنہ ہے چنانچہ اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے اوّل روز سے ہی میدان عمل میں آگئے اور ردّ قادیانیت میں اولیت کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے آپ اپنی تحاریر وتقاریر میں براہ راست مرزا دجال کو مخاطب کرتے رہے اور وہ بھی اپنی کتابوں واشتہارات میں مولانا قصوری کو مخاطب کرتا رہا۔

۱۔ تحقیقات[1] دستگیر یہ فی رد ھفوات براھینیہ: (۱۸۸۳ء)

مولانا قصوری علیہ الرحمہ کی یہ ردّ قادیانیت میں پہلی تصنیف ہے جس میں علمائے

[1] تلاش بسیار کے بعد حضرت علیہ الرحمہ کی کتاب تحقیقات دستگیریہ اور رجم الشیاطین قدیم نسخے کی فوٹو کاپی ملی اور اس کا مکمل ہیچ ہاتھ کا لکھا ہوا تھا رجم الشیاطین اور تحقیقات دستگیریہ ایک طرف عربی اور دوسری طرف اردو ہے اردو

ہند خصوصاً لاہور وامرتسر کے علماء کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔

۲. رجم الشیاطین برد اغلوطات البراھین: (۱۸۸۶ء)

یہ کتاب عربی زبان میں ہے جس کو مولانا قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تحقیقات دستگیریہ'' سے ملخص کیا اور علمائے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً سے تصدیقات حاصل کیں جس میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تصدیق موجود ہے۔ اسی کتاب کے ذریعے علمائے حرمین شریفین فتنۂ قادیانیت سے واقف ہوئے۔ اور یہ کتاب مرزا قادیانی کو کھٹکتی تھی جس کا اظہار خود قادیانی نے اس طرح کیا ''مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کیلئے مکہ معظمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے''۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۵۹، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۲۵۹)

۳. فتح رحمانی به دفع کید کادیانی: (۱۳۱۴ھ)

مولانا قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب قادیانیوں کے ایک اشتہار کے جواب میں معمول کی ایک تصنیف ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کذاب کی ایک معرکۃ الاراء کذب بیانی نے ہمارے اور قادیانیوں کے لیے اس کتاب کو ایک تاریخی معرکۃ الاراء کتاب بنا دیا ہے۔

مرزا دجّال کا ایک اور جھوٹ

مولانا قصوری علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۸۹۷ء میں ہوا، اس وقت مرزا زندہ تھا۔ مولانا قصوری علیہ الرحمۃ فتنۂ قادیانیت کے استیصال میں اول روز سے ہی مصروف عمل تھے اور دجال مرزا آپ کی حیات میں آپ کے مقابل ہونے سے گریز کرتا رہا جیسا کہ آپ نے اپنی

سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ رجم الشیاطین کا ترجمہ یا تقریباً خلاصہ ہے تحقیقات دستگیریہ کا اصل نسخہ یا اس کی نقل دستیاب نہ ہو سکی حقیقت حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگر کسی صاحب کے پاس اصل کتاب یا اس کی نقل موجود ہو اور رد قادیانیت پر حضرت علیہ الرحمۃ کی اور کتب ہوں تو ہمیں اطلاع کریں۔

کتاب ''فتح رحمانی'' میں حمد وصلوٰۃ کے بعد رقمطراز ہیں۔ ''عبدہ الحقیر محمد ابو عبدالرحمٰن فقیر غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری کان اللہ لہ برادران دین اسلام کی خدمت میں اعلام کرتا ہے کہ فقیر ابتداء ۱۳۰۲ ہجری مقدسہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو دنیا پرست اور دین فروش جانتا ہے چنانچہ محض ابتغاءً لمرضات اللہ اس کی تردید میں حتی الامکان مصروفیت کرکے حضرات علماء حرمین محترمین زادھما اللہ تعالی حرمۃ و شرفاً سے اس کی کتاب ''براہین احمدیہ'' اور رسالہ ''اشاعۃ السنہ'' ذی قعدہ وذی الحجہ ۱۳۰۱ھ ومحرم ۱۳۰۲ھ جس میں اس کی تاویلیں تھیں بھیج کر استفتاء کیا تھا کہ ایسا شخص جو اپنے الہام کو مرادف وحی انبیاء یعنی قطعی ویقینی جانتا ہے اور انبیاء سے کھلی کھلی برابری بلکہ بعض جگہ اپنے آپ کو انبیاء سے بڑھاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر حضرت مولانا مولوی محمد رحمت اللہ (کیرانوی) علیہ الرحمۃ نے (جو منجانب حضرت سلطان روم بتجویز حضرت شیخ الاسلام کے ملقب بخطاب پایہ حرمین شریفین ہیں) فقیر کے رسالہ ''رجم الشیاطین برد اغلوطات البراہین'' کی نقول کو مطابق اصل براہین کرکے لکھ دیا تھا کہ مرزا قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ پھر حضرات مفتیان حرمین شریفین نے بھی اس کے بارہ میں قادیانی شیطانی اور مسیلمہ کذاب ثانی وغیرہما الفاظ کو استعمال فرما کر رسالہ موصوفہ کی کمال تصدیق فرمائی جو ۱۳۰۵ھ میں واپس آیا۔ جس کو فقیر نے بعد مدت دراز اس کی توبہ کے انتظار کے ۱۳۱۲ھ کے صفر میں شائع کرکے اپنی سبکدوشی حاصل کر لی تھی پھر آخیر رجب ۱۳۱۴ھ میں مرزا جی نے رسائل اربعہ فقیر کو بھیج کر بشمولیت بہت سے علماء دین متین کے فقیر کو بھی مباہلہ کے واسطے قسمیں دے کر بلایا اور مباہلہ نہ کرنیوالے کو ملعون بنایا فقیر نے بنظر صیانت عقائد عوام اہل اسلام مرزا جی کو قبولیت مباہلہ لکھ کر ۱۵ر شعبان تاریخ مقرر کر کے معہ اپنے دونوں فرزندزادوں کے ۲ شعبان کو وارد لاہور ہوئے، جس پر مرزا جی کی طرف سے حکیم فضل الدین لاہور میں آیا اور ایک مجمع عظیم کر کے مسجد ''ملا مجید'' میں فقیر پر معترض ہوا کہ

حضرت اقدس مرزا صاحب نے آپ کی یہ غلطی نکالی ہے کہ مباہلہ قرآنی میں صیغہ جمع ہے آپ تنہا کیونکر مباہلہ کر سکتے ہیں؟ فقیر نے اسی مجمع میں اپنے رقعہ قبولیت مباہلہ سے اپنے فرزندوں کی شمولیت سے اپنا جمع ہونا ثابت کیا بلکہ اس وقت دونوں کو روبرو دکھلا دیا۔ جس پر مدعی مسیح موعود اور اس کے حواریوں کی غلطی مانی گئی تھی پھر ظہور اثر مباہلہ کے لئے جو مرزا جی نے ایک برس کی میعاد رکھی تھی اس کو فقیر نے بدلیل قرآن و حدیث اٹھانا چاہا اس پر حکیم مذکور اور مرزا جی نے ہٹ کیا۔ جس پر فقیر نے ۱۶ شعبان کو اشتہار شائع کر کے میعاد ۲۵ رشعبان ایزادکی اور آخیر شعبان تک منتظر رہا بلکہ پانچ روز امرتسر میں جا کر مرزا جی کو بلایا وہ مباہلہ کے لئے نہ آئے اور اشتہار مورخہ ۲۰ شعبان بجواب اشتہار فقیر اس مضمون کا شائع کیا کہ تمام احادیث صحیحہ سے ظہور اثر مباہلہ کی میعاد ایک سال ثابت ہے اور میں مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں اور میری تکفیر کرنے والے تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتے اور مجھ کو باوجود کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونے کے کافر ٹھہراتے ہیں الخ۔ اس کے جواب میں فقیر نے پندرہ اکابر علمائے اہل سنت لاہور و قصور و امرتسر سے بدلیل قرآن و حدیث تصدیق کرایا کہ مباہلہ شرعی میں کوئی میعاد سال وغیرہ نہیں ہے مرزا قادیانی نے محض بغرض دھوکہ دہی جو اس کا جبلی وطیرہ ہے قید ایک سال لگائی ہے الخ اور فقیر نے رمضان مبارک میں اس کے اشتہار کی تردید میں بہت سی تصانیف مرزا قادیانی سے اس کے کھلے کھلے دعویٰ نبوت کے اور نیز توہین انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام جو سبب ہے اس کی تکفیر کا ثابت کر دیئے ہیں اور انشاء اللہ العزیز وہ تمام مضمون ایک کتاب موسوم بنام ''تصدیق الرام بتکذیب قادیانی و لیکھرام'' میں شائع ہوں گے جس سے سب پر ظاہر و باہر ہو جائے گا کہ مرزا جی باوصف ان دعویٰ نبوت و توہین انبیاء کے ہرگز ہرگز کلمہ گو اور اہل قبلہ متصور نہیں ہیں نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

آپ کے وصال کے بعد اپنی سچائی ظاہر کرنے کیلئے مرزا دجال نے آپ پر یہ

جھوٹا الزام لگایا کہ

''مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے اپنی کتاب فتح رحمانی میں اپنے طور پر میرے ساتھ مباہلہ کیا اور یہ دعا کی کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اس کو ہلاک کر دے''۔ (لیکچر لاہور ص ۴۷، روحانی خزائن ج ۲۰، ص ۱۹۳)

ایک اور جگہ لکھتا ہے

''مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے''۔

(ضمیمہ تحفۂ گولڑویہ ص ۹، روحانی خزائن ج ۱۷، ص ۴۵)

مرزا دجال نے اس الزام کو اپنی ان تالیفات میں بھی ذکر کیا ہے۔

۱۔ (چشمۂ معرفت ص ۳، روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۳)، ۲۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۹۹، روحانی خزائن ج ۱۷، ص ۴۴۱)، ۳۔ (رسالہ تحفۃ الندوہ ص ۱۰، روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۹۸)، ۴۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۴۴، روحانی خزائن ج ۲۲، ص ۳۴۴)، ۵۔ (نزول المسیح ص ۸۴،۸۵، روحانی خزائن ج ۱۸، ص ۴۶۰،۶۱)۔

دجال مرزا جس نے اللہ رب العالمین پر جھوٹ باندھا، اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمان انا خاتم النبیین لانبی بعدی کو جھٹلایا، حضرت بی بی مریم صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کی پاکدامنی کی گواہی اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید نے دی،

ان پر تہمت باندھی۔ تو اگر کذاب قادیانی اپنے ایسے مخالف (قصوری) جس کے شب وروز اس کی تردید وتکذیب میں صرف ہوتے تھے، ایسے پر جھوٹ باندھے تو کوئی بڑی بات نہیں، کیونکہ اس کے تمام دعووں کی عمارت ہی جھوٹ اور کذب پر مبنی ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا اس لئے اس نے ''فتح رحمانی'' کو ''فتح رحمان'' لکھا (لیکچر لاہور ص ۴۷، روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۱۹۳) اور کہیں ''فیض رحمانی لکھا (چشمہ معرفت ص ۳، روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۳)

آپ پوری کتاب ''فتح رحمانی'' چھان ماریئے ایک ایک سطر کو عرق ریزی سے پڑھ لیجئے پوری کتاب میں آپ کو یہ الفاظ۔ ''یہ دعا کی کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اس کو ہلاک کر دے'' اور یہ الفاظ ''اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے'' کہیں بھی نہیں ملیں گے۔ صبح قیامت تک مرزا غلام کی ذریت یہ الفاظ اس کتاب ''فتح رحمانی'' میں نہیں دکھا سکتی۔ تو ثابت ہوا کہ مرزا دجال غلام قادیانی اپنے وقت کا کذاب اعظم تھا کتاب فتح رحمانی کا وجود ہی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے دعوؤں کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔

٤. تصدیق المرام بتکذیب قادیانی و لیکھرام:

اس کتاب کا ذکر مولانا قصوری علیہ الرحمۃ نے فتح رحمانی بہ دفع کید قادیانی میں ذکر فرمایا، اس کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔

محمد امین قادری حنفی

تحقیقاتِ دستگیریہ

فی رَدِّ

ہفوات براہینیہ

(سن تصنیف: 1883ء / ۱۳۰۱ھ)

تصنیفِ لطیف

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام دستگیر ہاشمی دائم الحضوری قریشی صدیقی نقشبندی حنفی قصوری رحمۃ اللہ علیہ

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم!

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد وصلوٰۃ وسلام! کے بعد واضح ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی پنجابی جو علماء غیر مقلدین سے ہے غیر اسلامی فرقوں پر دین اسلام کی حقیقت کے ظاہر کرنے کی غرض سے اردو زبان میں ایک کتاب تالیف کی اور اس کا نام "براهین احمدیه علی حقیقت کتاب الله القرآن والنبوة المحمدیه" رکھا اور چاروں حصے اس کے شہر امرتسر میں چھپوائے اور اس کے تیسرے حصے میں دعویٰ کیا کہ کامل ولیوں کا الہام قطع اور یقین کا مفید ہوتا ہے اور باتفاق سواد اعظم علماء کے وحی اصل رسالت کا مترادف ہے۔ چنانچہ اصلی عبارت اس کی رسالہ عربیہ میں منقول ہے۔ پھر بیس ہزار قطعہ اشتہار کا بدیں مضمون چھپوا کر شائع کیا کہ ''کتاب براہین احمدیہ'' کو خدا کی طرف سے مؤلف (یعنی مرزا غلام احمد) نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے اور اس نے اپنے الہامات وخوارق وکرامات واخبار غیبیہ واسرار لدنیہ وکشوف صادقہ ودعائیں مستجابہ راست ہونے سے دین اسلام کی راستی وصدق ظاہر کیا ہے اور ان خوارق وغیرہ پر آریہ وغیرہ شاہد ہیں۔ جس کا ذکر تفصیل وار کتاب براہین احمدیہ میں درج ہے اور مصنف کو علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے بشدت مشابہ ہیں اور اس کو خواص انبیاء ورسل کا نمونہ بنا کر برکت متابعت آنحضرت ﷺ کے بہت سے اکابر اولیاء ومتقدم پر فضیلت دی گئی ہے اور مصنف کے قدم پر چلنا موجب نجات وسعادت وبرکت ہے اور اس کی مخالفت سبب بعد وحرمان کا ہے (یعنی حق تعالیٰ کی رحمت سے) ثبوت اور

دلائل اس کے براہین احمدیہ کے چاروں حصص مطبوعہ کے پڑھنے سے جو ۳۷ جزو ہے ظاہر ہوتے ہیں (اور ادنیٰ قیمت اس کی پچیس روپیہ مقرر ہے) پھر اسی اشتہار میں درج ہے کہ اور اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے۔ جس کا خدا تعالیٰ کے روبرو اس کو جواب دینا پڑے گا۔" الخ المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر پنجاب اخی ملخصاً۔ (مجموعہ اشتہارات ج اص ۲۳ تا ۲۵) پس اس اشتہار کی ترغیب کے سبب صدہا اہل اسلام نے اس کی کتاب خریدی۔ چنانچہ پنجاب و ہندوستان وغیرہما میں وہ کتاب بہت مشہور ہوئی۔

اس کے تیسرے، چوتھے حصہ میں مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ بہت سی آیات قرآنی و عبارات عربیہ اس پر الہام ہوتی ہیں۔ جیسا کہ صفحہ ۴۸۵ میں لکھا ہے اور یہ بھی صاف دعویٰ کیا ہے کہ اکثر آیات فضائل انبیاء اس پر نازل ہوتی ہیں۔ اور ان آیات سے اللہ تعالیٰ نے اس کو مخاطب کیا ہے۔ اور ان خطابات سے وہی مراد ہے۔ اور اکثر الہامی باتیں بلکہ سب کی سب جو اس پر وحی ہوتی ہے۔ پرلے درجے کی اس کی تعریف ہے۔ جس سے نبیوں کے مرتبہ کو اس کا پہنچ جانا نکلتا ہے۔ بلکہ بعض ملہمات سے اس کی انبیاء سے ترقی اور تعلّی سمجھ میں آتی ہے۔ والعیاذ باللہ من ذالک! جیسا کہ دونوں قسم کے ملہمات کا ہم نمونہ ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے ذکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور جناب رسول خدا ﷺ کے راضی کرنے کی نیت سے ہم ان کا رد لکھتے ہیں۔ پہلے قسم کے الہامات کا نمونہ جس کو براہین احمدیہ کا مؤلف کامل الہام اور وحی رسالت کی مانند جانتا ہے یہ ہے ان آیات اور عربی فقرات کا ترجمہ:

(۱)...... اے احمد! اللہ نے تجھ میں برکت دی۔ (۲)...... تم نے کنکر نہیں پھینکے۔ جب پھینک دیئے تھے لیکن خدا نے پھینکے تھے۔ (۳)...... تو ڈراوے ان لوگوں کو جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔ (۴)...... اور تاکہ ظاہر ہو کہ گنہگاروں کا راستہ۔ (۵)...... تو کہہ دے میں مامور ہوں اور اول ایمان لاتا ہوں ان الہاموں پر۔ (۶)...... تو کہہ حق آگیا اور جھوٹ نابود ہوا۔ جھوٹ نابود ہی ہونے والا ہے۔ (۷)..... تو کہہ اگر میں افتراء کرتا ہوں یعنی خدا پر پس مجھ پر گناہ ہے۔ (۸)..... اور تو اپنے رب کی نعمت سے دیوانہ نہیں۔ (۹)...... تو کہہ دے اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔ (براہین احمدیہ ص ۲۳۸، ۲۳۹۔ سے یہ نو ۹ الہام منقول ہوئے ہیں۔ (۱۰)...... ہم مسخری کرنے والوں سے تیرے لیئے کافی ہیں۔ پھر ص ۲۴۰ میں یہ پانچ الہام درج ہیں۔ (۱۱)..... اور تو کہہ دے تم اپنی جگہ عمل کرو میں بھی عمل کرتا ہوں۔ جلد تم معلوم کرلو گے۔ (۱۲)..... وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ کافر نہ پسند کریں۔ (۱۳)...... جب آگئی نصرت اور فتح خدا کی۔ (۱۴)۔ یہ میری پہلی خواب کی تاویل ہے خدا نے اس کو سچ کردیا ہے۔ پھر ص ۲۴۱ یہ پانچ الہام لکھے ہیں: (۱۵)..... تو خدا کا نام لے۔ پھر ان کو چھوڑ دے ان کو اپنی بک بک میں کھیلا کریں۔ (۱۶)... اور ہر گز نہ راضی ہوں تجھ سے یہود اور نصاریٰ۔ اور تو کہہ خداوندا مجھے راستی کی جگہ داخل کر۔ (۱۸)... ہم نے تیری فتح کردی ہے۔ ظاہر فتح۔ (۱۹)..... اور تجھے گمراہ پاکر راستہ دکھلایا۔ پھر ص ۲۴۲ میں تین الہام ہیں: (۲۰)..... ہم نے کہا اے آگ تو ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا ابراہیم پر۔ (۲۱)..... اے لحاف پوش کھڑا ہوجا اور ڈرا اپنے رب کی

تکبیر کہہ۔(۲۲)......اور نیکی کا حکم کر اور گناہ سے روک۔ پھر ص ۴۸۶ پر کہا ہے کہ مجھ پر یہ الہام بھی نازل ہوئے ہیں: (۲۳)......اے احمد! تجھ کو خداوند کریم نے برکت دی جو تیرا حق تھا۔ پھر ص ۴۸۹ براہین میں لکھتا ہے کہ: (۲۴)......مجھ کہا تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ میں ہے۔ مولانا فیض الحسن مرحوم سہارنپوری نے اپنے عربی اخبار شفاء الصدور میں لکھا ہے کہ مؤلف براہین (مرزا قادیانی) نے اس الہام میں دعویٰ کیا ہے کہ میرا منکر خدا کی توحید کا منکر ہے۔ انتہیٰ مترجمۃ۔ پھر ۴۸۱ صفحہ میں براہین میں یہ الہام لکھا ہے کہ: (۲۵)......''جب خدا کی مدد آگئی اور فتح اور تیرے رب کی بات پوری ہوگئی۔ یہ وہ چیز ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔'' اور ان فقرات آیات کا ترجمہ براہین کے ص ۴۹۱ کی سطر ۱۸ اور ۱۹ میں یوں لکھا ہے کہ: ''جب مدد اور فتح الٰہی آئے گی اور تیرے رب کی بات پوری ہوجائے گی تو کفار اس خطاب کے لائق ٹھہریں گے کہ یہ وہی بات ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے''۔ انتہیٰ بلفظہ! ص ۴۹۳ میں براہین والے نے اپنے لئے یہ الہام لکھا ہے: (۲۶)......''دنیٰ فتدلیٰ'' پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا ''فکان قاب قوسین او ادنیٰ'' پس ہوا قدر دو کمانوں کا یا اس سے بہت نزدیک۔'' پھر ص ۴۹۶ میں اپنے لئے ان الہامات کا دعویٰ کیا ہے کہ: (۲۷)......''اے آدم! تو اپنی زوجہ سمیت بہشت میں رہ۔ اے احمد! تو اپنی زوجہ کے ساتھ بہشت میں مکان پکڑ۔ پھر مراد اس کی یوں لکھتا ہے۔ اے آدم اے مریم اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہوجاؤ۔'' انتہیٰ بلفظہ! پھر ص ۵۰۳ اپنے لئے یہ الہام درج کئے ہیں: (۲۸)......''بے شک تو صراط مستقیم پر ہے۔ (۲۹)......خدا کے حکم کو ظاہر پہنچا اور جاہلوں سے روگردانی کر۔ پھر ص

۵۰۴ آیت کا الہام لکھا ہے اور ترجمہ اس کا خود کیا ہے: (۳۰)......''ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے امت محمدیہ میں کئی اولیاء کامل بھیجے۔ پر شیطان نے ان کی تواضع کی راہ کو بگاڑ دیا...... الخ۔'' انتہیٰ بلفظہ اب ظاہر ہے کہ کاف خطاب جو آنحضرت ﷺ کی طرف راجع تھا۔ اسی براہین والے نے اپنا نفس مراد رکھا ہے اور رسولوں سے اولیاء امت ارادہ کئے ہیں۔ اور اسی صفحہ میں اپنے لیے آیت کا الہام بھی لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ کیا کرتا ہے کہ: (۳۱)......''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات کے وقت میں سفر کرایا۔ یعنی ضلالت اور گمراہی کے زمانہ میں جو رات سے مشابہ ہے۔ مقامات معرفت اور یقین تک لدنی طور سے پہنچایا۔ انتہیٰ بلفظہ پھر صفحہ نمبر ۵۰۶ میں ان دونوں آیتوں کا اپنی طرف الہام ہونا ظاہر کیا ہے جن کا ترجمہ خود یہ لکھتا ہے کہ: (۳۲)......اور جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو میں نزدیک ہوں دعا کرنے والے کے۔ دعا قبول کرتا ہوں۔'' (۳۳)......''اور میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے تاکہ سب لوگوں کے لئے رحمت کا سامان پیش کروں۔'' انتہیٰ بلفظہ۔ پھر صفحہ ۵۱۰ میں چند آیات قرآنی اپنے حق میں نازل کر کے ان کا خود ترجمہ یوں لکھتا ہے: (۳۴)......کیا تو اسی غم میں اپنے تئیں ہلاک کردے گا کہ یہ لوگ کیوں نہیں ایمان لاتے۔ (۳۵)......اور ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں میرے ساتھ مخاطبت مت کر۔ وہ غرق کئے جائیں گے۔ (۳۶)......اے ابراہیم اس سے کنارا کر۔ یہ صالح آدمی نہیں۔ (۳۷)......تو صرف نصیحت دہندہ ہے۔ (۳۸)......اور نہ تو ان پر نگہبان ہے۔ چند آیات جو بطور الہام القاء ہوئی ہیں بعض خاص لوگوں کے حق میں ہیں۔ انتہیٰ بلفظہ۔ یعنی مراد غرق کئے گئے اور غیر صالح سے بعض خاص لوگ

ہیں۔" پھر صفحہ ۵۱۷ میں بعض آیات قرآنی کا اپنے لئے نازل ہونا قرار دے کر ترجمہ ان کا یوں لکھا ہے: (۳۹)..... اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہوئی۔ (۴۰)..... ہم نے تجھ کو معارف کثیرہ عطا فرمائے ہیں۔ ۴۱..... اس کے شکر میں نماز پڑھ اور قربانی دے۔ ۴۲..... اور ہم نے تیرا بوجھ اتار دیا۔ جو تیری کمر توڑ دے اور تیرے ذکر کو اونچا کر دیا ہے۔" انتہی بلفظہ! پھر صفحہ ۵۵۶ میں ایک آیت اپنے لئے وارد کر کے صفحہ ۵۵۷ میں اس کا یوں ترجمہ کیا ہے: (۴۳)..... "اے عیسیٰ! میں تجھے کامل اجر بخشوں گا۔ یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور تیرے تابعین کو ان پر جو منکر ہیں قیامت تک فائق رکھوں گا۔ اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی عاجز مراد ہے"۔ انتہی ملخصاً۔ نیز صفحہ ۵۵۵ میں فقرہ عربیہ کا الہام لکھ کر اس کا ترجمہ صفحہ ۵۵۶ میں یوں کرتا ہے کہ: (۴۴)..... "میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان نہیں لاتے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا تائیدات کرنا اور اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور دعاؤں کو قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں الہام دینا اور معارف اور حقائق الٰہیہ سے اطلاع بخشنا یہ سب خدا کی شہادت ہے۔ جس کو قبول کرنا ایمان داروں کا فرض ہے۔" انتہی بلفظہ! پھر صفحہ ۵۶۱ میں آیت قرآنی اپنے لئے نازل کر کے ترجمہ اس کا صفحہ نمبر ۵۶۲ میں یوں لکھتا ہے کہ: (۴۵)..... "کہہ خدا کی طرف سے نور اترا ہے۔ سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو۔" انتہی بلفظہ! پھر صفحہ ۵۶۱ میں حضرت سلیمان و حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہما السلام کے حق کی آیات اپنے لئے نازل کر کے صفحہ ۵۶۲ میں تصریح کرتا ہے کہ مراد ان سے میں ہوں۔ چنانچہ اصل عبارت اس کی یہ ہے کہ: (۴۶)..." وہ نشان سلیمان کو سمجھائے یعنی اس عاجز کو۔ (۴۷)... سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو۔ یعنی رسول کریم ﷺ کا یہ طریقہ حقہ

کہ جو حال کے زمانہ میں اکثر لوگوں پر مشتبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیوں کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکوں کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہیں یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجز بندہ سے دریافت کر لیں اور اس پر چلیں۔" انتہی بلفظہ! یہ خاتمہ اس کی کتاب یعنی چوتھے حصے کا ہے۔ پس ان سینتالیس ۴۷ الہامات سے جو اکثر آیات قرآنی اور بعض فقرات عربیہ ہیں جن کو مؤلف براہین احمدیہ نے اپنے لئے الہام اور وحی قرار دیا ہے۔ بخوبی ظاہر ہے کہ اس شخص نے لوازم رسالت[1] اور خواص نبوت اپنے لئے ثابت کئے ہیں۔

کیونکہ اوّل اس نے برخلاف اہل سنت اس پر یقین کیا ہے کہ اولیاء کا الہام اور وحی رسالت دونوں ایک معنے رکھتے ہیں۔ اور الہام بھی قطعی و یقینی ہوتا ہے۔ پھر اس نے بڑے استحکام سے ثابت کیا ہے کہ جو مضامین اس پر نازل ہوتے ہیں ان کی تبلیغ واجب ہے۔ اور وہ ڈرانے، خوشخبری سنانے پر مامور ہے کہ جس نے خدا کا دوست بنتا ہو اس کی متابعت کرے۔ خدا اس سے محبت کرے گا۔ اور یہ کہ اس کے ملہمات کا قبول کرنا لوگوں پر فرض ہے اور ان کا انکار منع ہے۔ پس جو اس پر ایمان لایا وہ مومن ہے اور جس نے اس کا انکار کیا وہ کافروں سے ہے۔ جیسا کہ ۴۴ اور ۴۵ ویں الہام کے ترجمہ اردو میں اس نے خود تصریح کی ہے اور رسالت و نبوت کے معنی یہی ہیں کہ ایسی فضیلت عظمیٰ کی حاصل ہو اور نبیوں کے ساتھ شرکت کا مطلب یہ ہے کہ ایسے بڑے رتبہ پر مشرف ہو۔ علاوہ ازیں جن خطابات سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سرور دو عالم ﷺ کو مخاطب کیا ہے۔ صاحب براہین اب

[1] انبیاء سے اپنا مراد ہونا اور اپنی تصدیق کو ایمان اور اپنے انکار کو کفر سے تعبیر کرنا وغیرہ ذالک جو ان الہامات سے صراحتاً ظاہر ہے۔

ان خطابات سے اپنے نفس کو مراد رکھتا ہے تو یہ صراحتاً الحاد فی الایات نہیں تو اور کیا ہے؟ اور قرآن شریف کی تحریف معنوی میں کون سا دقیقہ فروغ گزار چھوڑا ہے۔ اگر کسی کو شبہ گذرے کہ مؤلف براہین کا اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا تابع جانتا ہے اور اپنے لئے ان فضائل عظیمہ کا حاصل ہونا آپ ﷺ کی مطابعت سے بطور ظلّیت مانتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اشتہار منقولہ بالا میں تصریح کی ہے اور نیز کئی جگہ براہین میں اقرار کرتا ہے کہ وہ مورد حدیث :"علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل." کا ہے تو اس حالت میں کیونکر متصور ہو کہ وہ رسالت اور نبوت کو اپنے لئے ثابت کرتا ہے؟۔ دیکھو وہ اپنی فضیلت اولیاء پر ثابت کر رہا ہے اور یہ اس نے ہرگز نہیں کہا کہ میں انبیاء سے ہوں تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ صریح ثابت ہے کہ مؤلف براہین نے اپنی کتاب نصاریٰ اور یہود اور بت پرستوں کے مقابلہ میں واسطے ظاہر کرنے حقیقت دین اسلام کے تالیف کی ہے۔ تو اس کتاب میں یہ درج کرنا کہ میں نبیوں کی صفتوں سے جو قرآن میں مذکور ہیں موصوف ہوں اور آیات قرآنی جن میں رسولوں کے خاصے مسطور ہیں۔ مجھ پر نازل ہوئی ہیں۔ ان کا مورد میں ہوں۔ کیا فائدہ رکھتا ہے؟۔ کیونکہ جن کو قرآن پر ایمان ہی نہیں وہ ان باتوں پر کیونکر تصدیق کریں گے اور مؤلف براہین کی عظمت شان پر ایمان لائیں گے۔

پس معلوم ہوا کہ اصلی غرض براہین والے کی ان الہامات کے بیان اور وحی کے عیان سے مسلمان سے باور کرانا ہے کہ میں سب ولیوں سے افضل ہوں اور نبیوں کا نمونہ ہوں اور اس کے قادیان میں مکہ معظمہ کی طرح وحی اترتی ہے اور اب خدا کا حکم ہے کہ سب لوگ قریب وبعید ہر طرف سے قادیان آویں۔ اور ہدایت پائیں اور جو نہ حاضر ہوگا خدا

تحقیقاتِ دستگیریہ

تعالیٰ اس سے حساب لے گا۔ جیسا کہ اشتہار سے نقل اس کی اوپر منقول ہو چکی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے دعوے اکابر صحابہ، خلفائے راشدین وائمان اہل بیت وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جو افضل ہیں ساری امت سے صادر نہیں ہوئے۔

پس صاحب براہین کے یہ دعوے صریح مساوات کا اظہار ہے انبیاء ومرسلین سے۔ اگرچہ وہ اہل اسلام کے بلوے کے خوف سے صاف اقرار نہیں کرتا کہ میں رسول ہوں۔ لیکن یہ تو اس پر نازل ہو رہا ہے: قل انی امرت وانا اول المؤمنین. فاصدع بما تؤمر واعرض عن الجاهلين . لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مؤمنین . قل جاء کم نور من الله فلا تکفروان کنتم مؤمنین. "جن کا ترجمہ اوپر لکھا گیا ہے۔ پس یہ دعویٰ نبوت نہیں تو اور کیا ہے؟۔ مع ہذا اس نے اشتہار میں صراحتاً لکھا ہے کہ میں انبیاء ورسل کا نمونہ ہوں۔ جس کی نقل اوپر ہو چکی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ نمونہ شے کا عین وہ شے ہوتی ہے جیسا کہ فارسی کی نثر مشہور ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ یعنی گیہوں کے انبار سے۔ مثلاً ایک مٹھی اس کا نمونہ ہے تو اس اقرار اشتہار سے ثابت ہے کہ صاحب براہین اپنے آپ کو انبیاء ومرسلین سے جانتا ہے۔ پس صاف یہ مثلیت ہے کہ نہ ظلّیت اور نیز اس نے براہین کے صفحہ ۵۰۴ میں یہ فقرہ اپنا الہام لکھا ہے:" جری الله فی حلل الانبیاء." اور اس کا ترجمہ اور تفسیر یوں کرتا ہے کہ اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ :"منصب ارشاد وہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل خلّہ انبیاء ہیں اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ خلّہ انبیاء امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے"۔ انتہی بقدر الحاجۃ!

پس براہین والے کی خود تصریح سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی وحی کا مورد ہونا نبیوں کا خاصہ ہے تو اس کو اپنے لئے ثابت کرنا نبوت کا اثبات ہے اور یہ کہنا کہ غیر انبیاء کو بطور مستعار، یہ خلعہ ملتا ہے باطل ہے۔ کیونکہ منصب ورود وحی رسالت غیر انبیاء کو ہرگز نہیں ملتا اور ولیوں کا الہام رسالت سے مترادف نہیں۔ اس لئے کہ وحی رسالت ملائکہ کی حفاظت سے محفوظ ہوتی ہے اور اس کی اطلاع میں ہرگز کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہوتا اور نہ اس میں احتمال خطا کا ہوتا ہے۔ اسی واسطے مکلّفین پر اس کا قبول واجب ہے۔ جس نے اس کو مانا وہ مومن ہے جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہے۔ برخلاف الہام اولیاء کے کیونکہ الہام سے اگرچہ بعضے حقائق ذات وصفات الٰہی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یا بعضے وقائع دنیا کا بھی یقین ہوجاتا ہے۔ مگر بجمیع الوجوہ شک وشبہ سے زائل نہیں ہوتا اور احتمال خطا اس میں باقی رہتا ہے۔ اسی لئے لوگوں پر اس کا ماننا لازم نہیں ہوتا جیسا کہ تفسیر فتح العزیز میں آیت :''عالم الغیب'' کے نیچے اس پر تصریح ہے اور یہ بھی اعتقاد اہل سنت ہے۔

لہٰذا نبیوں کے اخبار غیب پر ایمان واجب ہے اور کاہن ونجومی وغیرہما جو غیب کی خبر دیں۔ اس کی تصدیق کفر ہے اور علیٰ ہذا مدعی الہام جو بعد الانبیاء اپنے الہامات کی خبر دے۔ اس کی تصدیق بھی ناجائز ہے۔ جیسا کہ مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ اکبر کی شرح کی ملحقات میں تصریح کی ہے۔ اکابر اہل سنت کا اتفاق تو اسی پر ہے اور غیر مقلدین اور ان کا امام صاحب براہین جو الہام اولیاء کو حجت قطعی وحی رسالت کی طرح بتاتے ہیں۔ ان کی غلطی کا منشاء حضرت خضر علیہ السلام کے الہام کا ذکر اور واقعہ الہام ام موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم السلام ہے۔ جو منصوص قرآنی ہے۔ جیسا کہ براہین کے صفحہ ۵۴۸ میں لکھا ہے۔ اور نیز: ''خضر جن میں سے کوئی نبی نہ تھا۔ انتہی۔ یہ اس شخص کا جہل عظیم ہے۔ کیونکہ علماء عقائد حقہ وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر جمہور علماء کے نزدیک نبی ہیں اور قرآن مجید صاف ناطق ہے۔ اختلاف حال ومال وحی موسیٰ اور الہام مادر موسیٰ ہیں۔ کیونکہ ہر چند ان کو الہام منجانب اللہ تعالیٰ ہوا تھا کہ اپنے فرزند کو دریا میں ڈال دے۔ وہ سلامتی سے تیرے پاس آجائے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمان ہے کہ جب موسیٰ کے معاملے میں خائف ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور خوف وغم نہ کرنا۔ ہم تیری طرف اس کو لوٹا دیں گے اور اس کو رسول بنادیں گے۔ یہ ترجمہ ہے آیات کا، تو اس الہام پر مادر موسیٰ کو خود بھی اطمینان نہ ہوا تھا۔ ورنہ اس کی ایسی حالت نہ ہوتی۔ جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے:''واصبح فواد ام موسٰی فارغا.''یعنی''اور ہوگیا دل ماں موسیٰ کا خالی صبر سے''۔ تحقیق نزدیک تھا کہ البتہ ظاہر کردے اس کو اگر نہ باندھ رکھتے ہم اوپر دل اس کے ہمت، تو کہ ہوا ایمان والوں میں سے اور بے شک حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام اس وحی میں مطمئن تھے کہ :''لاتخاف درکاً ولا تخشٰی''یعنی فرعونوں کے پکڑ لینے سے مت ڈر۔ اسی لئے جب آپ کے اصحاب متحیر ہوئے اور قوم فرعون کے لشکر کو دیکھ کر بولے۔ جیسا کہ قرآن میں خبر دی گئی ہے کہ بے شک پکڑے گئے۔ تب حضرت موسیٰ کے جواب کو قرآن نے یوں حکایت کیا کہ ہرگز نہیں پکڑے جانے میرے ساتھی۔ میرا رب ہے مجھے راستہ دکھادے گا۔

پس بشہادت قرآن مبین وحی رسالت والہام اولیاء میں فرق آسمان وزمین پیدا ہوگیا اور جو ان دونوں کو ایک ہی جانتا ہے وہ بالکل باطل پر ہے بالیقین اور حدیث:''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' بے اصل ہے۔ چنانچہ دُمیری اور زرکشی اور عسقلانی تینوں

نے کہا ہے۔ علامہ قاری نے رسالہ "المصنوع فی احادیث الموضوع" میں اس پر تصریح کی ہے۔ مطبوعہ لاہور کے ص ۱۶ سطر ۱۹ میں دیکھو۔ رہا دعویٰ صاحب براہین کہ میں تابع ہوں آنحضرت ﷺ کی شریعت کا۔ سو ہر چند یہ دعویٰ محض زبانی ہے دل سے نہیں۔ جیسا کہ اس کی کتاب اس پر شاہد ہے اور عنقریب اس کا بیان ہوگا۔ تاہم دعویٰ اتباع فی النبوت ورسالت نہیں ہے۔ کیونکہ براہین کے صفحہ ۴۹۹ میں ہے کہ: ''مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے۔'' انتہی۔ پس جیسا کہ بموجب زعم براہین والے کے اتباع اور خادمیت حضرت موسیٰ نے حضرت مسیح کی نبوت میں کچھ خلل اندازی نہیں کی۔ ویسا ہی یہ شخص باوجود اتباع آنحضرت ﷺ کے اپنے آپ کو خصائص نبوت ورسالت سے موصوف کر رہا ہے اور نیز انبیاء اگرچہ بحسب مراتب وقرب عنداللہ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔ چنانچہ تیسرے سپارہ کی ابتدائی آیت کا یہ ترجمہ ہے کہ وہ رسول ہم نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے مگر مؤمن بہ ہونے میں سب انبیاء برابر ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مؤمنین سے حکایت فرمائی ہے کہ ہم نہیں فرق کرتے ہیں۔ یعنی ایمان لانے میں رسولوں کے درمیان۔ الحاصل غور کرنے والا عالم جب ملہمات صاحب براہین میں تدبّر اور تعمل فرماتا ہے تو یقیناً معلوم کر جاتا ہے کہ براہین والے نے صاف دعویٰ برابری کا انبیاء سے کیا ہے۔ دیکھو صاحب براہین احمدیہ ص ۵۱۱ میں آیت: ''قل انما انا بشر'' کو اپنے حق میں نازل کر کے صفحہ ۵۱۲ کی سطر ۱۶، ۱۷ میں اس کا ترجمہ یوں لکھتا ہے: ''پھر فرمایا ہے کہ میں صرف تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں۔ مجھ کو یہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی تمہارا معبود نہیں۔ وہی اکیلا معبود ہے۔ جس کے ساتھ کسی چیز

کو شریک کرنا نہیں چاہئے۔'' انتہی ملخصاً اور براہین کے ص ۲۴۲ میں آیت: ''واتل علیہم'' کو اپنے حق میں نازل کر لیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے اور پڑھ ان پر جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف تیرے رب سے۔'' پس یہ صریح مقابلہ ہے صاحب براہین کا سید المرسلین ﷺ سے۔

الغرض براہین کا مؤلف ہر چند اپنی زبان سے صریح دعوے نہیں کرتا کہ میں نبی ہوں۔ تاکہ اہل اسلام خواص وعوام بلوئی نہ کر دیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ کوئی خاص الخاص انبیاء سے باقی نہیں چھوڑا۔ جس کو اس نے اپنے لئے ثابت نہ کر لیا ہو۔ بلاشبہ اس کی مثال علی گڑھ والے نیچری (سرسید احمد خان) کی ہے۔ جس طرح اس نے اسلام کے فرائض کو اٹھا دیا اور کبیرہ گناہوں کو حلال بنا دیا ہے۔ جس پر اس کی تفسیر قرآن اور اخبار'' تہذیب الاخلاق'' شاہد ہے اور فقیر راقم الحروف کان اللہ لہ نے اس کے ہفوات کے رد میں ایک رسالہ مستقلہ جس کا نام'' جواہر مضیہ رد نیچریہ'' ہے شائع کیا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک!
پس یہ نیچری باوصف تشنیع اپنے آپ کو خواص اولیاء اور دین کے تائید کرنے والوں سے جان رہا ہے۔ ایسا ہی حال ہے صاحب براہین کا علماء راسخین کی نظروں میں۔ چنانچہ مولانا فیض الحسن مرحوم سہارنپوری نے اپنے اخبار'' شفاء الصدور'' میں صاف لکھ دیا ہے کہ مرزا قادیانی مثل علیگڑھی نیچری کے ہے۔ یعنی اختلال دین اسلام واضلال خواص وعوام میں رہا۔ یہ اِدّعا براہین والے کا کہ میں اکثر اکابر اولیاء ماتقدم سے افضل ہوں۔ سو یہ بھی مثل دعویٰ نمونہ انبیاء کے سراسر باطل ہے۔ کیونکہ صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت ساری امت پر بحکم قرآن شریف اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ جیسا کہ دینی کتابوں میں مرقوم ہے اور باقی حال فضیلت اس مدعیٰ کا آئندہ ظاہر ہو جائے گا۔ اس تحریر کو یاد رکھ کر سنئے کہ عجائب

ملہمات مرزا قادیانی سے وہ بھی ہیں جو ص ۴۹۸، میں انا انزلناہ قریباً من القادیان. لکھ کر اس کا ترجمہ خود یوں کرتا ہے کہ یعنی ہم نے (یعنی خدا فرماتا ہے) ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف وحقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے۔ اور بضرورت حقہ اترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم ﷺ اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں۔ (یعنی ص ۴۹۷، میں حدیث: "لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ" کا اشارہ قادیانی کی طرف ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے۔ چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے: "ھو الذی ارسل رسولہ "یعنی خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس سچے دین کو سب دینوں پر غالب کر دے۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک درخت کے دو پھل ہیں۔ اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی

باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے۔ اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔ اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے۔ سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کے ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔ یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے۔ اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے۔ گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔" انتہی بلفظہ!

فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ انزال اور تنزیل قرآن کی اصطلاح میں آسمانی کتابوں کے اتارنے میں مستعمل ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں پر نازل کی گئی ہیں۔ جیسا کہ ابتدائے سورۃ بقرہ میں قرآن اور اس سے پہلے آسمانی کتابوں کے اترنے کو انزال کے لفظ سے ادا فرمایا ہے۔ پھر سورۃ آل عمران میں قرآن مجید کے اتارنے کو تنزیل اور انزال اور انجیل وتوریت کے بھیجنے کو انزال کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور علیٰ ہذا القیاس بہت سی آیات قرآنیہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔ پس جب براہین والے نے اپنے ملہمات کو: "انا انزلناہ " سے تعبیر کیا اور بعد ازاں آیت: "وبالحق انزلناہ. " سے جو صرف قرآن مجید کی صفت تھی اپنی ملہمات کی صفت قرار دیا تو یہ تصریح ہے اس پر کہ وہ اپنی ملہمات کو مثل قرآن جانتا ہے۔ پھر لفظ حق جو دونوں جگہ قرآن کی راستی کے بیان میں تھا اس کو ضرورت حقہ سے

ترجمہ کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ان ملہمات کا انزال واجب ٹھہراتا ہے۔ حالانکہ یہ مخالفت صریح ہے عقائد اہل سنت سے۔ کہ شرح فقہ اکبر وشرح عقائد نسفی وغیرہما جمیع کتب عقائد میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی واجب نہیں ہے اور نیز اس کلام سے اشارہ ہے اس پر کہ دین ساری دنیا سے کیا عرب کیا عجم گم ہو گیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مقام قادیان کو انزال ملہمات کے واسطے اختیار فرمایا۔ چنانچہ چوتھے حصے کتاب کے اخیر اس نے تصریح کی ہے کہ طریقہ حقہ جو حال کے زمانہ میں اکثر لوگوں پر مشتبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیوں کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکوں کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجز بندے سے دریافت کریں اور اس پر چلیں۔ اور اس سے اوپر لکھتا ہے کہ: ”فاتخذوا من مقام ابراهيم مصلّیٰ“ میں مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم بنایا ہے اور ساری خلقت کو میری اتباع کے واسطے فرمایا ہے۔ جیسا کہ اوپر ص ۵۶۱، سے منقول ہو چکا ہے۔ پس بے شک اس نے اپنے قادیان کو مکہ معظمہ کی مثال نزول وحی میں بتایا جیسا کہ قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کو ارشاد ہوا تھا: ”وکذالک اوحینا“ یعنی اور ایسا ہی وحی بھیجی ہم نے تیری طرف قرآن عربی تا کہ تو ڈرائے مکہ والوں کو جو اس کے گردا گرد ہیں اور دراصل قرآن مجید کے نزول کے بعد کسی چیز کے نزول کی کچھ بھی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے اور شرع محمدی میں قیامت تک امت مرحومہ کے واسطے کفایت ہے۔ پس یہ ادعا کہ حق تعالیٰ نے ضرورت حقہ کے واسطے قادیان پر معارف والہامات نازل کئے ہیں۔ حق سبحانہ پر محض افتراء اور بالکل تقول فی دین اللہ ہے اور اس افتراء کی دلیلوں سے یہ بھی کہ مؤلف براہین نے اس کے ترجمہ میں انزلناه کی ضمیر مذکر کو مرجع

مؤنث کی طرف راجع کیا ہے۔ یعنی مرجع اس کا خوارق اور امور عجیبہ بتاویل جماعت قرار دیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ واحد مذکر کی ضمیر جمع کی طرف راجع نہیں ہو سکتی ہے۔ پس ان معنوں سے صحیح کلام یوں تھا۔ انا انزلناها تو ایسی غلط صریح کلام کو خدائے سبحانہ کی جانب منسوب کرنا نرا بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟۔ پھر قرآنی آیات جو آنحضرت ﷺ پر صدہا سال سے نازل ہو چکی ہیں اب ان کے اتارنے میں کیا فائدہ ہے؟۔ بلکہ لاطائل اور تحصیل حاصل ہے۔ اس جگہ اگر کسی کو شبہ گذرے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا ہے ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری ہے جس میں تمہارا ذکر ہے۔ پس تم کیوں نہیں سمجھتے اور یہ بھی فرمایا اور بے شک ہم نے اتاریں تمہاری طرف آیتیں جس سے ثابت ہوا کہ قرآن مسلمانوں کی طرف اتارا گیا ہے تو کیا مانع ہے۔ اگر خوارق وغیرہ بہ توسل آیات قرآنی براہین والے پر نازل ہوں؟۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ قرآن عظیم صرف رسول کریم ﷺ پر ہی اترا ہے۔ لیکن جبکہ قرآن میں ایسے احکام بھی بہ کثرت ہیں جن کی تبلیغ کے لئے آپ ﷺ مامور تھے۔ خواہ مومنین کو خواہ جمیع بنی آدم کو تو اس نظر سے مجازیوں بھی کہنا صحیح ہو گیا کہ قرآن لوگوں کی طرف اتارا گیا ہے۔ اور اصل میں معاملہ یہی ہے جو ارشاد ہوا ہے۔ ”وانزلنا اليک الذکر.“ یعنی اور ہم نے تیری طرف نصیحت اتاری تا کہ لوگوں سے بیان کردے اور وہ فکر کریں۔ علاوہ ازیں وقت نزول قرآن کے مومنین کی طرف قرآن کا نزول کی اسناد باوصف اس یقین کے کہ آنحضرت ﷺ کہ اب تیرہ سو برس کے بعد صاحب براہین آیات قرآنی کا منزل علیہ بن جائے اور اس کے حق میں راست آئے انا انزلناه قريباً من القاديان. پس یقیناً یہ بہتان اور ہذیان ہی ہے اور یہ ادعا براہین والے کا کہ اللہ تعالیٰ نے

اس کی خبر قرآن مجید میں دی ہے اور ایسا ہی آنحضرت ﷺ نے حدیث میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے یہ بھی بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اس حدیث صحیح کا مشارالیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ جیسا کہ بہت سے محدثین اور فقہانے اس پر تصریح کی ہے۔ جس کا شمہ فقیر نے رسالہ ''تصریح ابحاث فرید کوٹ'' اور رسالہ ''عمدة البيان فى اعلان مناقب النعمان'' میں بیان کیا ہے اور ایسا ہی آیت: ''هو الذى ارسل رسوله'' نہ حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور نہ براہین والے کی طرف اس میں اشارہ ہے۔ بلکہ بالیقین باتفاق جمیع مفسرین بل بشہادت قرآن مبین سید المرسلین ﷺ وعترتہ اجمعین کے حق میں نازل ہے۔ دیکھو اس کے اخیر: ''وكفى بالله شهيدا'' کے ساتھ ہی محمد رسول اللہ ﷺ قرآن شریف میں مرقوم و مرسوم ہے۔ اور محی السنۃ اپنی تفسیر میں تصریح کرتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر کلام ختم ہوتا ہے۔ یعنی جس رسول کے بھیجنے کی حق سبحانہٗ نے خبر دی ہے وہ محمد رسول اللہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حبر امت اور اعلم بتفسیر قرآن سے یہ روایت ہے پھر: ''والذين معه'' دوسری کلام شروع ہوئی۔ ترجمہ ہے۔ تفسیر معالم التنزیل کا۔ پس اس آیت کو آنحضرت ﷺ کے سوا کسی دوسرے کے حق میں وارد کرنا قرآن مجید اور تفسیروں کے صریح مخالف ہونا ہے۔

افسوس اس شخص کی سخت نادانی پر جو اس آیت کو بطور جسمانی حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں اور بطور روحانی اپنے لئے پیشین گوئی بنا رہا ہے اور اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس کی ابتداء میں لفظ ماضی ہے۔ جس سے صریح ثابت ہے کہ وہ رسول اللہ بھیجا گیا ہے تو اس سے آئندہ میں رسول کا آنا، مراد رکھنا قرآن مجید کی تحریف ہے۔ اور پھر اس آیت میں جو لفظ

رسول کا ہے تو اس سے اپنے نفس کی مراد رکھنی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ اپنی شرکت ابتدائی ثابت کرنی یہ دعویٰ رسالت کا نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اس آیت کے غلبہ موعود کو بوسیلہ حضرت مسیح ظہور میں آنے کا دعویٰ کرنا بموجب قول جمہور مفسرین کے باطل ہے۔ کیونکہ یہ غلبہ سرور عالم ﷺ کے ظہور پر نور سے حاصل ہو گیا اور آپ ﷺ پر نعمت الٰہی تمام ہو چکی۔ جیسا کہ آیت: ''اليوم اكملت'' الآیۃ۔ اس پر شاہد ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ میں اس پر تصریح ہے اور فقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ فتح مکہ سے بڑھ کر جو کسی بشر کو نصیب نہیں ہوئی ہے کون سا غلبہ دین اسلام کا ہوگا؟۔ اور بیت اللہ کو بتوں کی پلیدیوں سے پاک کرنے سے کون سا ظہور دین متین مقابل ہو سکے گا؟ اور دوسرا قول ضعیف کہ غلبہ وقت نزول حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے ہوگا۔ اس پر ہرگز دلیل نہیں بن سکتا کہ یہ آیت حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام وغیرہ کے حق میں پیشگوئی ہے اور: ''رسوله'' سے آنحضرت ﷺ کے سوا کوئی اور مراد ہے۔ حاشا وکلا! بلکہ مراد اس قول ضعیف سے یہ ہے کہ حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو شرع محمدی کے تابع ہو کر دین اسلام کی تائید کریں گے۔ تو یہ بھی سرور عالم ﷺ کے ہی غلبہ کی فرع ہوئی۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فقہ اکبر کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علی نبینا علیہم السلام حضرت مہدی سے جب اتر کر ملاقی ہوں گے تو نماز کی تکبیر ہو چکی ہوگی۔ حضرت مہدی ان کو امامت کے لئے اشارہ کریں گے۔ تب حضرت مسیح امامت نہ کریں گے۔ بدیں عذر کہ یہ تکبیر آپ کے لئے ہوئی ہے۔ آپ کی امامت اولیٰ ہے۔ تب حضرت مسیح مقتدی ہوں گے۔ تاکہ ان کی متابعت سرور عالم واخوانہ وعترتہ وسلم سے ظاہر ہو جائے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے حدیث: ''لو كان موسىٰ حيا'' میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی

اب اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو اس کو بجز میرے متابعت کے کوئی اور چارہ نہ ہوتا۔ پھر مولینا قاری لکھتے ہیں کہ اس اتباع کی وجہ ہم نے شرح شفاء وغیرہ میں آیت: "واذا اخذ الله میثاق النبیین." کے نیچے بیان کی ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔ اور ایسا ہی عامہ تفاسیر میں درج ہے کہ آنحضرت ﷺ متبوع جمیع انبیاء ہیں۔ بلکہ مواہب لدنیہ ودیگر کتب سیر میں تصریح ہے کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں۔ الغرض آیت: "هو الذی ارسل رسوله" الآیۃ سرور عالم ﷺ کے حق میں ہے۔ کوئی دوسرا اس کا مورد نہیں ہے۔ براہین والے کا دعویٰ سراپا باطل اور جھوٹ ہے۔ پھر یہ دعویٰ اس کا کہ میں آیات وانوار وتوکل وایثار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں اور فطرت میں باہم نہایت متشابہ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک درخت کے دو پھل: "کما مر نقله علی الصدر" سو یہ دعویٰ بھی مساوات کا ہے۔ مسیح علی نبینا وعلیہ السلام سے۔ جیسا کہ نمونہ کا لفظ اور گویا کلمہ تشبیہ کا مفاد ہے تفسیر اتقان میں منقول ہے کہ گویا یعنی ترجمہ کَاَنَّ کا وہاں مستعمل ہوتا ہے جہاں بہت قوی مشابہت ہو۔ یہاں تک کہ دیکھنے والا مشبہ اور مشبہ بہ میں فرق نہ کر سکے اس لئے بلقیس کے قول سے اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ گویا یہ تخت وہی ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت اتقان کا۔

اب فقیر کہتا ہے کہ براہین والا اس دعویٰ میں بے شک کاذب ہے۔ اولاً اس لئے کہ حضرت مسیح تو مادر زاد اندھے، کوڑھی کو تندرست اور مردہ کو بحکم خدا زندہ کر دیتے تھے اور جب انہوں نے کہا کہ تائید دین میں میرا کون مددگار ہے؟ تو حواری بول اٹھے کہ ہم خدا کے دین کے مددگار ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مکرر ارشاد ہے اور براہین والے سے اب تک کوئی ایسا خارق نہیں ہوا۔ اور نہ نصرانی وہنود سے کسی نے اس پر ایمان قبول کیا ہے۔ بلکہ وہ

نصرانی جس کے مطبع میں اس نے تین حصے اپنی کتاب چھپوائی ہے وہ بھی مسلمان نہ ہوا اور اس کی مدد میں اس نے مصروفیت نہ کی۔ باوصف یہ کہ براہین والے نے کمال تضرع اور خلوص قلب سے جمیع نصاریٰ کے ایمان کے واسطے دعائیں مانگی ہیں اور وہ دعا اخیر میں اس اشتہار کے مدت اڑھائی برس سے چھپ کر شائع ہوئی ہے۔ وھو ہذا! بالاخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے۔ "اے خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخش۔ بالخصوص قوم انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملت سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کی دنیا ودین کے لئے دلی جوش سے بہبودی وسلامتی چاہیں۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے ان کی دنیاوی اور اخروی بھلائی کا سوال کرتے ہیں۔ بار خدایا ان کو ہدایت کر اور اپنی روح سے ان کی تائید کر اور ان کو اپنے دین میں وافر حصہ دے اور ان کو اپنی طاقت اور قوت سے اپنی طرف کھینچ تا کہ تیری کتاب اور تیرے رسول ﷺ پر ایمان لائیں اور فوج در فوج خدا عزوجل کے دین میں داخل ہوں۔ آمین ثم آمین والحمدلله رب العالمین! المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور، ریاض ہند پریس امرتسر میں بیس ہزار اشتہار چھاپے گئے۔ وانتھی ملخصا بلفظه و مترجماً۔

پس یہ دعا جو بکمال حضور باطن براہین والے نے نصاریٰ کی قوم کے واسطے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قوت اور طاقت سے ان کو دین اسلام میں کھینچے اور وہ فوج در فوج مسلمان ہوں۔ اس رسالہ[1] کی تالیف تک ان سے مرزا قادیانی کے ہاتھ پر کوئی بھی ایمان

[1] مدت تالیف رسالہ عربیہ تک ڈھائی سال گذر چکے ہیں اور اب ان کے ترجمہ کے وقت ساڑھے تین سال اور گذر کر تمام مدت چھ سال۔ ۱۲ منہ

نہیں لایا۔ چہ جائیکہ سب انگریز ایمان لاتے اور فوج در فوج مسلمان ہوتے۔ پس صریح ثابت ہوا کہ براہین والے کو حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام سے آیات وانوار وغیرہا میں کوئی ادنیٰ مشابہت بھی نہیں اور علیٰ ہذا القیاس فطرتی مشابہت کا دعویٰ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام تو بن باپ روح کے پھونکنے سے پیدا ہوئے تھے جس پر قرآن مجید شاہد ہے اور براہین والا الحکیم غلام مرتضیٰ قادیانی کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے خود والد سے ایام بلوہ میں حکام وقت کی امداد کا تذکرہ لکھا ہے۔ دیکھو تیسرے حصے کے دوسرے ورق کی سطر ۱۸ اور ۱۹۔ پس کیوں کر مشابہ ہو وہ شخص جس کی خلقت ماء مھین سے ہو۔ اس ذات پاک سے جس کو اللہ تعالیٰ آیت للعالمین فرمائے؟ اور یہ جو براہین والے نے اپنی مشابہت کی دلیل میں حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام سے یوں لکھا ہے وہ تابع دین موسوی تھے اور ان کی انجیل توریت کی شرح تھی اور میں احقر خادمین سید المرسلین سے ہوں۔ سو یہ بھی بالیقین باطل ہے۔ اولاً اس لئے کہ حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام جناب موسیٰ علیہ السلام کے تابع دین نہ تھے۔ بلکہ وہ تو اولوالعزم رسولوں سے تھے جن کی شریعت مستقلہ ہوتی ہے اور آپ کی انجیل، توریت کی فرع نہ تھی۔ بلکہ انجیل بعض احکام توریت کی ناسخ ہے۔ پہلے دعویٰ کی دلیل یہ ہے جو اخیر سورہ احقاف میں ارشاد ہے کہ: ''صبر کر جیسے اولوالعزم نے رسولوں سے صبر کیا۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اولوالعزم کے معنی صاحب عزم لکھتے ہیں اور ضحاک نے صاحب جد و صبر لکھ کر پھر دونوں اولوالعزم کے شمار میں حضرت نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علی نبینا و علیہم السلام چاروں اصحاب شرائع کا ذکر کر کے پانچویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل ان کے جانتے ہیں۔ پھر صاحب معالم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص کر کے اس آیت میں پانچویں کا ذکر کیا ہے۔

جو سورۃ احزاب کے ابتداء میں ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''اور یاد کر جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ اور عیسیٰ مریم کے بیٹے۔'' اور اس آیت سورۃ شوریٰ کی ابتداء میں بھی ان پانچوں کا ذکر ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''راہ ڈال دی تم کو دین میں وہی جو کچھ دی تھی نوح کو اور جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ جو کچھ دیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ اور عیسیٰ کو۔'' یہ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے اور ایسا ہی عامہ تفاسیر میں درج ہے اور مولینا قاری نے بھی شرح فقہ اکبر میں ایسا ہی لکھا ہے۔

اب دوسرے دعوے کی دلیل سنو کہ سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''ہم نے اتاری توریت اس میں ہدایت اور روشنی اس پر حکم کرتے پیغمبر جو فرمانبردار تھے۔ سو تم نہ ڈرو لوگوں سے اور مجھ سے ڈرو اور مت خریدو میری آیتوں پر مول تھوڑا اور جو حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر۔ سو وہی لوگ ہیں منکر۔'' پھر ایک آیت بعد اس کے شرع عیسوی کی بابت ارشاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اور پچھاڑی میں بھیجا ہم نے انہیں کے قدموں پر عیسیٰ مریم کا بیٹا سچ بتاتا توریت کو جو آگے سے تھی اور اس کو دی ہم نے انجیل جس میں ہدایت اور روشنی اور سچا کرتی اپنی اگلی توریت کو اور راہ بتاتی اور نصیحت ڈر والوں کو اور چاہئے کہ حکم کریں انجیل والے اس پر جو اللہ نے اتارا اس میں اور جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ ہیں بے حکم''۔ اب دونوں قرآنی آیتوں سے صاف ثابت ہے کہ شریعت موسوی و عیسوی دونوں علیحدہ علیحدہ شریعتیں ہیں جو انجیل کو توریت کی فرع بتاتا ہے قرآن مجید اس کو جھٹلاتا ہے۔ پھر سورۃ آل عمران میں حضرت مسیح سے حکایت

ہے۔جس کا ترجمہ یہ ہے: ’’اور سچ بتاتا ہوں توریت کو جو مجھ سے پہلے کی ہے اور اسی واسطے کہ حلال کردوں تم کو بعض چیز جو حرام تھی تم پر۔‘‘ یعنی شریعت موسوی میں جو چربی اور مچھلی اور ان کا گوشت اور شنبہ کے دن میں کام کاج کرنا حرام تھا۔ اس کو شرع عیسوی نے حلال کردیا۔ یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ شرع عیسوی ناسخ شرع موسوی ہے۔ یہ تفسیر بیضاوی کی عبارت کا ترجمہ ہے اور تفسیر مدارک وجلالین ومعالم وغیرھا میں بھی ایسا ہی تحریر ہے۔ پس قرآن مجید سے بخوبی تکذیب براہین والے کی ہوگئی۔ ثانیاً براہین والے کا یہ دعویٰ کہ میں آنحضرت ﷺ کے احقر خادمین سے ہوں سراسر باطل ہے۔ کیونکہ وہ آپ ﷺ کے کمالات میں اپنی مساوات کررہا ہے اور آپ ﷺ کی خصوصیات کو جو منصوص قرآنی ہیں۔ آپ ﷺ کے غیر کی طرف منسوب کرتا ہے۔

دیکھو فضیلت رسالت جو اللہ تعالیٰ نے آیت: ’’ھو الذی ارسل رسولہ الآیۃ‘‘ میں آپ ﷺ کے ہی لئے ثابت فرمائی ہے۔ براہین والے نے اولاً اس کو حضرت مسیح کے حق میں متحقق کیا ہے۔ شاید تالیف قلوب حکام وقت اور ان سے اظہار محبت کے واسطے ایسا کیا ہوگا؟۔ ثانیاً اس رسالت کو اپنے لئے ثابت کرلیا کہ روحانی اور باطنی طور سے مورد اس آیت کا خود بن بیٹھا۔ تاکہ عوام اہل اسلام اس کو رئیس الاولیاء اور نمونہ انبیاء جان کر اس کی کتاب کو گراں قیمت سے خریدیں اور غبن فاحش میں پڑیں اور اس کو بہت سے دراہم ودینار حاصل ہوں۔ پس سارا مدار دنیا پر ہے جیسا کہ دانشمندوں پر مخفی نہیں اور ہم اس امر کو زیادہ تر وضاحت سے ثابت کردیں گے۔ الحاصل اگلی پچھلی تحریروں سے متحقق ہے کہ براہین والا قرآن مجید کی آیات میں تحریف معنوی کررہا ہے اور اس کو کسی پکے مومن سے مشابہت

نہیں چہ جائیکہ ولیوں پر اس کو فضیلت ہو اور نبیوں کا نمونہ بن سکے تو اس کے ایسے دعوؤں سے پناہ بخدا ولایزال اور یہ بھی مخفی نہ ہے کہ اس شخص نے قرآن مجید میں صرف تحریف معنوی ہی نہیں کی۔ بلکہ بہت سی آیات قرآنی میں تحریف لفظی بھی کردی ہے۔ دیکھو اوپر کے ملہمات میں آیت قل انی امرت اَن اکون اول من اسلم اور آیت: ’’الیک وانا اول المؤمنین‘‘۔ ان دونوں کو توڑ پھوڑ کر یہ آیت تیسری بنالی کہ: ’’قل انی امرت وانا اول المومنین‘‘ اور آیت: ’’انہ عمل غیر صالح‘‘ کو: ’’انہ عبدغیر صالح‘‘ سے بدل دیا ہے۔ اور آیت: ’’ماانت بنعمت ربک بمجنون‘‘ کے ابتداء میں حرف واؤ بڑھادیا ہے۔ اور: ’’زھق الباطل‘‘ بعاء ہوز کو زحق الباطل بحائے حطی نازل کرلیا ہے اور: ’’واتخذوامن مقام ابراھیم مصلی‘‘ کے واؤ کو فا سے تبدیل کردیا ہے اور آیت: ’’یاعیسٰی اِنّی متوفیک‘‘ کے درمیان سے: ’’ومطھرک من الذین کفروا‘‘ کو ساقط کردیا ہے۔ جیسا کہ یہ آیت ص ۵۵۶ سے اوپر منقول ہوگئی ہے اور ایسا ہی اس آیت کو ص ۵۱۹ میں جو اپنے لئے نازل ہونا لکھا ہے تو وہاں بھی اس کے درمیان سے یہی فقرہ اڑادیا ہے اور علی ہذا بہت سی آیات قرآنی میں لفظی تحریف بھی کردی ہے۔ جس کو حافظ قرآن تأمل سے معلوم کرسکتا ہے۔ پھر باوصف اس تحریف کے آیات قرآنی کو پارہ پارہ کردیا ہے۔ اور یہ تو اس کے ملہمات میں اس کثرت سے ہے جس کا شمار دشوار ہے۔ یہاں پر یہ خیال نہ کیا جائے کہ تحریف آیات کاتب کی غلطی سے ہوگئی۔ کیونکہ براہین والے نے اپنی تصحیح سے وہ کتاب چھپوائی ہے۔ جیسا کہ ص ۵۱۶ میں اس پر تصریح کرتا ہے اور نیز ان آیات کا ترجمہ موافق اس تحریف ہی کے کیا ہے۔ اس کو یاد رکھ کر آگے سنئے کہ ص ۵۱۴ میں آیت: ’’وماکان

اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون" کو جو اپنے حق میں نازل ہونا لکھا ہے تو اس میں دوسرے: "وما کان اللہ" کے پیچھے سے جو لفظ معذبھم قرآن مجید میں ہے اس کو لیعذبھم سے بدل دیا ہے۔ پھر ص ۵۵۵ میں جو آیت: "وکذالک مننا علی یوسف لنصرف عنہ السوء والفحشاء" کو اپنے حق میں نازل لکھ کر اخیر اس کے ترجمہ کے لکھتا ہے کہ اس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز مراد ہے۔ انتہیٰ بلفظہ اور اس آیت میں لفظ مکنا کو مننا سے تحریف کر دیا ہے اور اسی محرف لفظ کا ترجمہ کیا ہے کہ ہم نے یوسف پر احسان کیا۔ انتہیٰ بلفظہ! پھر ص ۴۹۷، ۴۹۸ میں واپنی وصف اور اپنی کتاب کی تعریف میں یہ آیت نازل کی ہے کہ۔ "ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ" تو علاوہ تحریف قرآن کے اس کے ترجمہ میں اپنے لئے اللہ تعالیٰ کو شاکر یعنی اپنا شکر گذار لکھ دیا ہے۔ اور بعد ازاں یہ الہام لکھا ہے ولی کی کتاب علی کی تلوار کی طرح ہے۔ یعنی مخالف کو نیست و نابود کرنے والی ہے اور یہ ایک پیشگوئی ہے کہ جو کتاب کی تاثیرات عظیم اور برکات عمیم پر دلالت کرتی ہے۔ پھر بعد اس کے فرمایا: "اگر ایمان ثریا سے لٹکتا ہوتا یعنی زمین سے بالکل اٹھ جاتا تب بھی شخص مقدم الذکر یعنی (فارسی الاصل) اس کو پالیتا۔" انتہیٰ بلفظہ! پھر آیت: "یکاد زیتہ" کو اپنی کتاب کی تعریف میں وارد کر کے ترجمہ یوں لکھتا ہے کہ: "عنقریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے۔" اگر چہ انتہیٰ بلفظہ! پھر یہ آیت سورۃ قمر و سورۃ ص و سورۃ آل عمران و سورۃ رعد اپنے اور اپنی کتاب کے حق میں نازل کر کے ان کا ترجمہ یوں تحریر کیا ہے کہ: "کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں جو جواب دینے پر قادر ہیں۔ عنقریب یہ ساری

جماعت بھاگ جائے گی اور پیٹھ پھیر لیں گے اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے۔ حالانکہ ان کے دل ان نشانوں پر یقین کر گئے ہیں اور دلوں میں انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں اور یہ خدا کی رحمت ہے کہ تو ان پر نرم ہوا اور اگر تو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ اگر چہ قرآنی معجزات ایسے دیکھتے جن سے پہاڑ جنبش میں آجاتے۔ یہ آیات ان بعض لوگوں کے حق میں بطور الہام القاء ہوئیں جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا اور شاید ایسے ہی اور لوگ بھی نکل آئیں۔" انتہیٰ بلفظہ! (براہین ص ۴۹۸)۔

اب فقیر کاتب الحروف کان اللہ لہ کہتا ہے کہ ان میں براہین والے نے تحریف لفظی بھی بدرجہ کمال کی ہے اور بہتان عظیم کو اسی میں شامل کر دیا ہے۔ کیونکہ حدیث صحیح متفق علیہ کے الفاظ یہ ہیں: "لو کان الایمان معلقاً بالثریا لتناولہ رجال او رجل من فارس" پس اسی حدیث کے ابتداء میں براہین والے نے حرف واؤ زائد کر دیا ہے اور لتناولہ کو لنالہٗ سے بدل دیا ہے اور اس کے فاعل کو بالکل حذف کیا ہے جو محض ناروا ہے۔ پھر قرآن مجید کے لفظ زیتھا کو کلمہ زیتہ سے تحریف کیا ہے۔ تاکہ کتاب مرجع مذکر کی رعایت رہے اور آیت: "فنادوا لات حین مناص" کو "وقالوا لات حین مناص" بنا کر تین تحریف کر دیں۔ یعنی فا کی جگہ واؤ لکھ دی ہے۔ اور نادو کو قالوا سے بدلا ہے اور لات کے سر سے واؤ حذف کر دی۔ پھر اس کو تین جگہ اسی تحریف سے لکھا ہے۔ ایک تو یہ مقام دوسرا ص ۴۹۰ کی سطر ۱۸ میں تیسرا ص ۴۹۷ کی سطر ۱۳ میں اور ان تینوں ہی جگہ میں بموجب اس تحریف کے ترجمہ کیا ہے۔ پھر آیت: "ولو ان قرآنا سیرت بہ الجبال" کو

:''ولوان القرآن سیّر به الجبال'' بنا کر قرآن پر الف لام بڑھادیا ہے اور سیرت کی تا کو حذف کردیا ہے اور معہذا سورۃ قمر کی آیات میں ترتیب بدلا دی ہے۔ کیا معنی کہ دو آیت اخیر سورۃ یعنی :''ام یقولون سے الدبر'' تک ابتداء میں لکھ دی ہیں اور آیت ابتداء سورۃ قمر یعنی :''وان یرو آیة ''کو ان کے اخیر میں تحریر کردیا ہے اور اسی ترتیب پر ترجمہ کیا ہے۔ پس یہ ایک سورۃ کی آیات میں تبدیل ترتیب ہے اور شرع میں مقرر ہے کہ ہر سورۃ کی آیات میں ترتیب بامر شارع توقیفی ہے۔ بدلیل احادیث صحیحہ واجماع امت مرحومہ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر اتقان میں اس مسئلہ کے بیان میں ایک فصل مستقل بسط مناسب کرکے ساتھ ذکر کیا ہے اور شیخ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فارسی اور عربی دونوں شرح مشکوٰۃ میں اس امر کو تفصیل وار لکھا ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفسیر فتح العزیز کے ابتداء سورۃ بقرہ میں اس مسئلہ کی تحقیق کے بعد ترتیب آیات کی مخالفت کو حرام اور بدعت شنیعہ کہا ہے جس نے اصل عبارات دیکھنی ہوں تو ان کتابوں میں دیکھے۔ الغرض یہ الہامات جن میں آیات قرآنی کی تحریف اور نیز آیات کی ترتیب کی تبدیل اور نیز ان کا پارہ پارہ کرنا شائع ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہرگز القا نہیں ہیں اور بالیقین تلبیس ابلیس اور مکائد نفس خبیث سے ہیں۔ اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین عن ذالک!

اس جگہ پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ تحریف اور تبدیل وغیرہ اگر کسی بندے کی طرف سے ہو تو اس کی حرمت وغیرہ میں کیا شک ہے؟۔ لیکن جب خدائے کریم کی طرف سے ایسا ہورہا ہے جیسا کہ براہین والے کا دعویٰ ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے تو اس کا جواب یوں ہے۔ باری تعالیٰ کا فرمان ہے :''ولا مبدل

لکلمات اللّٰہ'' اور تمت کلمة ربک الآیة'' ارشاد ہے۔ یعنی قرآن مجید کی آیات کو جو راست تر اور اعدل ہیں کوئی نہیں بدل سکتا۔ یا کوئی قادر نہیں کہ آیات قرآنی الٹا پلٹا کردے۔ جیسا کہ توریت میں واقع ہوا ہے۔ یعنی کہ تحریف نے تاثیر کردی اور کسی نے اس امت سے تعاقب نہ کیا۔ یا قرآن سے پیچھے نہ کوئی کتاب ہوگی جو اس کو نسخ کرسکے۔ اور اس کے احکام تبدیل کرے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر بیضاوی وغیرہ کا اور یہ بھی قرآن کا فرمان ہے کہ بے شک قرآن کتاب عزیز ہے یعنی بہت منفعت والی بے نظیر یا محکم جس کا ابطال اور تحریف غیر ممکن ہے۔ باطل کسی طرف سے اس کو شامل نہیں ہوسکتا۔ اس حکیم نے اتاری ہے جس کی ساری مخلوقات حمد کرتی ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر بیضاوی ومعالم التنزیل کا۔ پس ایسی آیات قرآنی سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور خواہش نہیں ہے کہ آیات قرآن کی تبدیل ہو۔ بلکہ اس نے قرآن مجید کو راستی اور عدل سے پورا کردیا ہے۔ اور تحریف وتبدیل سے محفوظ رکھا ہے اور اس کی نظم اور ترتیب اعلیٰ درجوں کی فصاحت وبلاغت پر شامل ہے۔ پس کوئی کلام کلام الٰہی سے نظم اور ترتیب کے رو سے احسن متصور نہیں اور اس کی تبدیل وتحریف بھی غیر ممکن ہے۔ نہ کسی نبی کی طرف اور نہ خدا تعالیٰ کی کسی کتاب سے۔ کیونکہ یہ خلاف وعدہ ہے باری تعالیٰ اور باری تعالیٰ وعدہ کا خلاف ہرگز نہیں کرتا ہے۔ پس تحقق ہوا کہ یہ الہامات قرآن کی تحریف وتبدیل کرنے والے حق سبحانہ کی جانب سے نہیں ہیں۔ بلکہ نفسانیت صاحب براہین یا اس کے شیطان قرین کی طرف سے ہیں۔ ایسے الحاد فی القرآن سے پناہ بخدا لایزال سورۃ فصلت میں ارشاد ہے :''ان الذین یلحدون الایة'' یعنی جو لوگ استقامت سے برطرف ہوکر ہماری آیتوں میں طعن اور تحریف اور تاویل وغیرہ سے

پیش آئے وہ ہم پر پوشیدہ نہیں۔ یعنی ان کو اس الحاد کا بدلہ دیں گے۔ کیا پس جو شخص آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا جو قیامت کے دن امن سے آوے جو چاہو کرلو۔ یہ تہدید شدید ہے۔ بے شک خدا تمہارے عملوں کو دیکھ رہا ہے۔ یعنی ان کی سزا دے گا۔ یہ بیضاوی ومدارک وغیرھما کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ اور قرآن مجید کی سورۃ انعام میں ارشاد ہے: "ومن اظلم ممن افترى" یعنی اور اس سے ظالم کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ یہ کہے مجھ کو وحی آئی اور اس کو وحی کچھ نہیں آئی اور سورۃ حود میں یوں فرمان ہے۔ جس کا ترجمہ اور مراد یہ ہے کہ: "کون بہت ظالم ہے خدا پر جھوٹا افتراء کرنے والے سے۔" یعنی جس نے کسی اور کی بات کو اللہ کی اتاری بنا دیا یا اللہ کی اتاری کا انکار کیا وہ لوگ روبرو آئیں گے اپنے رب کے۔ یعنی قیامت کے دن روبرو کھڑے کئے جاویں گے یا ان کے اعمال پیش کئے جائیں گے اور کہیں گے گواہی دینے والے یعنی فرشتوں اور نبیوں اور اعضاء سے بھی ہیں۔ جنہوں نے جھوٹ بولا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی بے انصاف لوگوں پر۔ یہ عظیم دہشت دینا ہے ان کے ظلم پر جو خدا پر جھوٹ باندھا۔ یہ ترجمہ ہے بیضاوی وغیرہ تفاسیر کی عبارتوں کا اور شاہ عبدالقادر دہلوی اس کے فائدہ لکھتے ہیں کہ "خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے۔ علم میں غلط نقل کرنی یا خواب بنالینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یعنی شریعت کے مخالف یا دعویٰ کرنا کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔" انتہی ملخصاً!

مولینا قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کے مخالف کام کرنے والے لوگ بہت قسم کے ہیں۔ ایک قسم ان میں سے فریبی اور جھوٹے اور مکار ہیں جن سے کوئی دعویٰ جن کے قید کر لینے کا کرتا ہے یا مدعی حالت کا ہوتا۔ جیسے جھوٹے

مشائخ اور فقراء۔ پس یہ لوگ سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ جس سے ایسے لوگ جھوٹ اور فریب سے بعض آئیں اور بعضے ان لوگوں سے مستحق قتل ہیں۔ جو فریب دکھا کر دعویٰ نبوت کرتا ہے یا شریعت کے بدلانے کے درپے ہوتا ہے اور مانند اس کے یہاں تک ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ براہین والے نے ص ۵۲۰، ۵۲۱ میں اپنے الہام کا قصہ یوں لکھا ہے کہ: "۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں ایک عجیب الہام اردو میں ہوا تھا جس کی تقریب یہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی جو اول سے میرے ہم مکتب تھے جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالویوں کو ان کے خیالات گراں گذرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کے لئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اس کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو مع ان کے والد کے مسجد میں پایا۔ پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت تقریر سن کر معلوم کر لیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو۔ اس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اسی ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔" انتہی ملخصاً اور یہ مولوی محمد حسین شاگرد مولوی نذیر حسین دہلوی کے ہیں جو غیر مقلدین کے رئیس اور ابتداء میں مقلدین سے سخت مکابرہ سے پیش آکر ان کو مشرک جانتے تھے اور ائمہ مجتہدین کی تقلید کو

شرک وکفر مانتے تھے۔ چنانچہ اس بارہ میں رسالے واشتہار چھپواتے رہے۔ پھر جب علماء مقلدین نے ان کے خیالات کی بواقعی تردید کی تو اس شدت مجادلہ سے کسی قدر لوٹے اور جب ان کے استاذ مولوی نذیر حسین دہلوی بسبب ظاہر ہونے ان کی سخت مخالفت شرع کے واقعہ ۱۳۰۱ ہجری مکہ معظمہ میں قید ہوئے تو اپنے استاذ کی نصرت کے واسطے یہ مولوی محمد حسین اہل حرمین محترمین کو ظالم مشہور کرنے لگے اور حکام وقت اس دیار کے پاس ان کا شکوہ شکایت کرنی شروع کردی جیسا کہ رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۹ جلد ۷ کے ص ۶، ۵، ۲ وغیرہا سے ظاہر ہے۔ پس ان مولوی محمد حسین صاحب نے بھی گویا صاحب براہین کی تعریف کے شکریہ میں اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں ان کی اور ان کی براہین کی کمال تعریف کرنی شروع کر کے اخیر میں یہ لکھ دیا ہے۔ مؤلف براہین احمدیہ نے یہ منادی اکثر زمین پر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت ہمارے الہامات وخوارق سے بچشم خود دیکھے۔ پھر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہ حق نہیں ہے کہ فی کس نہ سہی فی گھر ایک ایک نسخہ کتاب اس کی ادنیٰ قیمت دے کر خرید کریں اور اس پر یہ شعر پڑھیں:

جمادی چند دادم جاں خریدم

بحمد اللہ! عجب ارزاں خریدم

انتہی حاشیہ میں ادنیٰ قیمت ۲۵ روپے درج ہیں جیسا کہ ص ۳۴۸ نمبر ۱۱ جلد ۷ اشاعت السنۃ ذی قعدہ وذی الحجہ ۱۳۰۱ھ اور محرم ۱۳۰۲ھ سے یہ عبارت منقول ہوئی ہے اور ان رسائل میں صاحب اشاعت السنۃ نے براہین والے کے کلام کی تاویلات فاسدہ سے بہت ہی تائید کی

ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیات قرآنی جب آنحضرت ﷺ یا دوسرے انبیاء علیہم السلام کے خطاب میں نازل ہوئی تھیں تو ان کا نام قرآن تھا اور جب انہیں بعینہ آیات سے اللہ نے غیر انبیاء کو مثل صاحب براہین کے مخاطب فرمایا تو اس کا نام قرآن نہیں رکھا جاتا اور غرض اس ہذیان سے صاحب براہین کا تحریف قرآن اور الحاد آیات فرقان سے بچانا ہے۔ پھر صاف صاف اس قبیح مضمون کو اشاعت السنۃ مذکورہ بالا کے ص ۲۶۳......۲۶۶ میں لکھا ہے جس کے قول کو فقیر راقم الحروف نقل کر کے قرآن وحدیث واجماع کی سند سے تردید کرتا ہے۔ تاکہ قرآن مبین اور دین متین کی تائید سے کوئی دقیقہ فروگزارنہ رہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم!

قولہ ''اور ایک ہی کلام کو ایک ہی وقت میں مخاطب یا متکلم کے لحاظ سے قرآن اور غیر قرآن کہنا اہل علم کے نزدیک مستبعد اور محل اعتراض نہیں۔'' انتہی بلفظہ! فقیر کہتا ہے کہ اس پر تین اعتراض وارد ہیں۔ پہلا یہ کہ مخاطب یا متکلم کا اختلاف ایک ہی کلام میں ایک ہی وقت میں غیر متصور ہے۔ اس لئے کہ پہلے متکلم نے جب کچھ کلام کی تو صرف اس کے بولنے سے وہ وقت گزر گیا پھر دوسرے متکلم کا اسی کلام کو اسی وقت بولنا کیونکر متصور ہوا؟۔ اور ایسا ہی حال ہے باعتبار اختلاف مخاطب کے جیسا کہ اہل علم پر ظاہر ہے۔ دوسرا یہ کہ اختلاف متکلم یا مخاطب کا کلام واحد وقت واحد میں اگر مانا جائے تو ایک ہی کلام کا ایک ہی وقت میں عقلاً ناجائز ہے۔ تیسرا یہ کہ قرآن مجید ازل سے ابد تک قرآن ہے۔ پس اس کو غیر قرآن کہنا شرعاً ناروا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات فرقانی کا نام قرآن رکھا ہے۔ جیسا کہ سورۃ زمر میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی طرف اشارہ فرما کے قرآن عربی اس کا نام رکھا۔ پس

جس نے ان آیات بعینہا کو غیر قرآن کہا بے شک قرآن کا مخالف ہوا۔

قولہ! کبھی ایک کلام جبکہ اس کا متکلم مثلاً خدائے تعالیٰ ٹھہرایا جائے کلام رحمانی کہلاتا ہے۔ کبھی وہی کلام جبکہ اس کا متکلم شیطان یا فرعون ٹھہرایا جائے۔ شیطانی یا فرعونی کلام سے منقول ہے:"انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین "اور ایک یہ کلام فرعون سے:"انا ربکم الاعلیٰ "ان دونوں کو اگر یوں خیال کریں کہ یہ ابلیس و فرعون کی کہی ہوئی ہیں خواہ کسی زبان میں انہوں نے کہی ہوں۔ تو یہ کلام شیطانی وفرعونی کہلاتے ہیں۔'' انتہی بلفظہ اور اسی صفحہ کے حاشیہ میں درج ہے:"انا ربکم الاعلیٰ" جبکہ کلام فرعون ٹھہرایا جائے۔ خواہ وہ کسی زبان میں ہو قرآن نہیں کہلاتا۔'' انتہی بلفظہ! فقیر کہتا ہے کہ متکلم کے اختلاف سے کلام مختلف نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ کلام اسی کی کہلاتی ہے جس نے اول بولی ہو۔ دیکھو جو شخص:"الحمد للہ رب العالمین" اور "قل ھو اللہ احد" پڑھے گا تو یہ نہ کہا جائے گا کہ یہ اس کی کلام ہے۔ بلکہ مومن یہی کہے گا کہ یہ دونوں آیتیں باری تعالیٰ کی کلام ہے اور جو "انما الاعمال بالنیات" کہے گا تو یہی کہا جائے گا کہ یہ سرور عالم ﷺ کی حدیث ہے۔ اور جو "کفانیک من ذکری جیب ومنزل" زبان پر لائے گا تو کہیں گے کہ یہ مصرع امرء القیس کے شعر کا ہے جیسا کہ مولانا قاری نے شرح فقہ اکبر میں یہ لکھا ہے۔ پس قرآن مجید کی آیات کو غیر خدا کی طرف منسوب کرنا اور کلام شیطانی وفرعونی کہنا علم والے مومن کا کام نہیں۔ بلکہ سچا مومن اس کے مقابلہ میں یوں کہے گا کہ خدا پاک ہے۔ یہ سخت بہتان ہے۔ کیونکہ جو کچھ قرآن شریف میں الحمدللہ سے والناس تک ہے وہ حق تعالیٰ کا ہی کلام ہے اور زمین و آسمان اور ارواح کے پیدا ہونے

سے پہلے سے لوح محفوظ میں لکھی گئی تھی جس کو جبرائیل امین نے آنحضرت ﷺ پر اتارا ہے۔ جیسا کہ خود قرآن مجید میں سورۃ بروج کی اخیر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:'' بلکہ وہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا۔'' تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں۔ بلکہ وہ قصہ قرآن قدیم کا ایسا ہے جو اس کے وقوع سے پہلے لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے جس پر شیطانوں اور جنوں اور آدمیوں کو دسترس نہیں ہے۔ امام بغوی نے تفسیر معالم میں اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ لوح محفوظ ایک تختی ہے سفید موتی سی جس کی لمبائی آسمان وزمین کے درمیان کے برابر ہے اور چوڑائی اس کی مشرق سے مغرب تک کی ہے اور کنارے اس کے موتی اور یاقوت کے ہیں اور دفتر ینے اس کے سرخ یاقوت کے ہیں۔ نور کی قلم سے اس میں قرآن لکھا ہے۔ اوپر سے عرش مجید سے لگی ہے اور نیچے سے فرشتہ کی گود میں ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر فتح العزیز کا اور مدارک وجلالین وغیرہما میں بھی ایسا ہی ہے۔ لیکن امام سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے تفسیر اتقان میں بسند طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس حدیث کو مرفوع روایت کیا ہے۔ تھوڑے سے تفاوت کے ساتھ اور نیز حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یا محمد ﷺ قرآن کے ساتھ اپنی زبان مت ہلا۔ تا کہ جلدی سے اسے یاد کرلے اور تھے آنحضرت ﷺ کہ شروع کرتے تھے پڑھنا آیات قرآن کا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی فراغت سے پہلے اس لئے کہ کچھ بھول نہ جائے۔ پس آپ ﷺ کو کہا گیا کہ مت ہلا اپنی زبان کو وحی کے پڑھنے میں۔ جب تک جبرائیل پڑھتا رہے تا کہ تو جلدی سے اسے یاد کرلے اور کچھ فروگذاشت نہ ہوجائے۔ پھر اس جلدی سے روکنے کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ بے شک ہمارا ذمہ ہے قرآن کا جمع کرنا تیرے سینے میں اور اس کا یاد کرانا تیری

زبان پر اور مت جلدی کر قرآن پڑھنے میں اس کی وحی کے ختم ہونے سے پہلے۔ پس جب ہم پڑھیں قرآن کو یعنی جبرائیل تجھ پر پڑھے تو اس کے پڑھنے کی متابعت کر پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کرنا جب تجھ پر اس کے معنی میں کچھ مشکل پڑ جائے یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر مدارک کا اور اکثر تفاسیر میں ایسا ہی ہے۔ پھر پہلی آیت جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی قرآن مجید سے وہ بالاتفاق ابتداء سورۃ علق کا ہے۔ مالم یعلم تک تفسیر فتح العزیز میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک دن غسل کے واسطے غار حراء سے باہر تشریف لا کر پانی کے کنارے پر کھڑے ہوئے کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے ہوا سے پکارا کہ یا محمد ﷺ پس آنحضرت ﷺ نے اوپر کو دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔ پس تین مرتبہ آپ ﷺ کو پکارا اور آپ ﷺ دائیں بائیں دیکھ رہے تھے کہ ایک سورج کی طرح نورانی شخص آدمی کی شکل میں دیکھا جس کے سر پر نور کا تاج ہے اور سبز ریشمی پوشاک پہنی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ پڑھ اور بعض روایتوں میں ہے کہ جبرائیل امین علی نبینا و علیہ السلام نے سبز دریائی کے قطعہ میں کچھ لکھا ہوا آپ ﷺ کو دیا اور کہا کہ پڑھو آپ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا مجھے حرفوں کی شناس نہیں اور ان پڑھ ہوں۔ اخیر حدیث تک یہ ترجمہ ہے۔ عبارت تفسیر عزیزی کا۔ اور مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر کے ملحقات میں لکھتے ہیں کہ شارح عقیدہ طحاویہ نے شیخ حافظ الدین نسفی کی منار سے ذکر کیا ہے کہ قرآن نام ہے نظم اور معنی دونوں کا اور ایسا ہی دوسرے اصولیوں نے کہا ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جو منسوب کرتے ہیں کہ جس نے نماز میں قرآن کا ترجمہ فارسی پڑھا تو روا ہے تو آپ کا اس سے رجوع ثابت ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ باوجود قدرت عربی کے غیر عربی روا نہیں ہے اور یہ بھی آپ نے کہا ہے کہ جو شخص بغیر

عربی کے قرأت پڑھتا ہے یا تو وہ دیوانہ ہے معالجہ کیا جائے یا زندیق ہے قتل کیا جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عربی میں کلام کی ہے اور معجزہ ہونا قرآن کا نظم اور معنی دونوں سے حاصل ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔ پس قرآن و حدیث اور کتب عقائد اہل سنت سے متحقق ہوا کہ تمام عربی آیات جن کا نام قرآن ہے وہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہیں اور انہیں حروف و کلمات سے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی تھیں۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر میں اور علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علی نبینا و علیہم السلام سے بطور اخبار یا حکایت کے جو ذکر کیا۔ اور فرعون و شیطان وغیرہما سے بھی جو بیان کیا ہے بے شک یہ دونوں قسم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی کلام قدیم ہیں جو ان سے خبر دی گئی ہے۔ یعنی موافق اس کے جو کلمات معانی پر دلالت کرنے والی لوح محفوظ میں لکھے گئے ہیں۔ آسمان و زمین اور ارواح کے پیدا کرنے سے پہلے کی۔ نہ یہ کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ وغیرہما انبیاء علی نبینا و علیہم السلام سے اور فرعون و شیطان اور دوسرے کفار سے سن کر اللہ تعالیٰ نے ان سے نقل کیا ہے۔ پس اب کچھ فرق نہیں ہے درمیان خبر دینے حق تعالیٰ کے ان کے اخبار و احوال و اسرار سے جیسا کہ سورۃ "تبت یدا" و آیت قتال وغیرہما میں ہے اور نہ درمیان ظاہر فرمانے باری تعالیٰ کے اپنی صفات و افعال و خلق مصنوعات میں جیسا کہ آیت الکرسی سورۃ اخلاص وغیرہما میں ہے اور نہ درمیان آیات آفاقیہ و انفسیہ کے۔ کہ یہ سب کے سب باری تعالیٰ کی کلام ہے اور اس کی صفت پاک حاصل الکلام، کلام اللہ شریف حادث نہیں غیر مخلوق ہے اور موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کی کلام اگرچہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہوا اور ایسا ہی کلام دوسرے انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین و ملائکہ مقربین کی

مخلوق ہے جو ان کی پیدائش کے بعد حادث ہوئی اور قرآن حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی کلام ہے نہ مجازاً اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح قدیم ہے۔ مخلوق کی کلام کی طرح نہیں۔ کیونکہ ان کی ذات اور کلام دونوں حادث ہیں۔ اس لئے کہ صفت موصوف کے تابع ہوتی ہے اور یوں ہی کہا جائے گا کہ نظم عبرانی جو توریت ہے اور نظم عربی جو قرآن ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ اس لئے کہ ان کے کلمات و آیات کلام الٰہی کی دلیلیں اور علامات ہیں اور اس لئے کہ ان کی نظم کا ابتداء اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب کوئی حدیث حدیثوں سے پڑھو گے تو یہی کہو گے کہ یہ جو میں نے پڑھا ہے اور ذکر کیا ہے میری کلام نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی کلام ہے۔ کیونکہ ابتداء اس کلام کی نظم کا رسول اکرم ﷺ ہی سے ہوا تھا اور اسی قبیل سے ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے آیت "وان احد من المشرکین استجارک" میں آیت قرآن مجید کو کلام اللہ فرمایا ہے یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا اور مشکوٰۃ المصابیح میں سنن دارمی و جامع ترمذی سے بروایت نعمان بن بشیر ؓ لایا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھوائی جس میں سے دو آیتیں خاتمہ سورۃ بقرہ کی نازل فرمائیں اور سنن دارمی سے بروایت ابو ہریرہ ؓ لایا ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے ایک ہزار برس پہلے سورۃ طٰہٰ و یٰسین کی تلاوت فرمائی تھی۔ یہ ترجمہ ہے مشکوٰۃ کی حدیثوں کا۔ اب قرآن مجید اور حدیث اور عقائد اہل سنت کی کتابوں سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ قرآن مجید کی ساری آیتیں اللہ تعالیٰ کی ہی کلام ہے۔ کسی مخلوق کی کلام کو اس میں دخل نہیں ہے اور جو کچھ اس میں نبیوں کے قصے اور صدیقوں کی باتیں اور کافروں کے حالات اور بدبختوں

کے مقالات ہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی ہی کلام ہے جو اس پاک ذات نے ان لوگوں کے پیدا ہونے سے پہلے بموجب اپنے علم ازلی کے ان سے خبر دی ہے۔

پس صاحب رسالہ اشاعت السنہ کا یہ قول کہ آیت "انا خیر منه" کلام شیطانی ہے اور آیت "انا ربکم الاعلی" کلام فرعونی ہے اور قرآن نہیں کہلاتا جیسا کہ اشاعت السنہ سے اوپر منقول ہو چکا ہے۔ قرآن مجید کی صدہا آیات کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟ اور جمیع قصص قرآنی اور حکایات فرقانی کو کلام مخلوق بنا دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ اعاذنا الله سبحانه وجميع المسلمين عن ذالک مولانا قاری رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ؓ کی فقہ اکبر کے اس قول کے نیچے کہ کلام اللہ شریف غیر مخلوق ہے لکھتے ہیں کہ کلام اللہ بالذات قدیم ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن مجید کو سن کر خیال کیا کہ یہ آدمی کا کلام ہے تو ضرور وہ کافر ہوا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی ہے اور اس کو عذاب دوزخ سے ڈرایا ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا، اور یہ بھی اسی کتاب میں ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن رسول کریم کی بات ہے۔ اس نے دلالت کی کہ قرآن رسول کریم کی کلام جبرئیل یا محمد ﷺ کی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ رسول بتا رہا ہے کہ اس نے قرآن کو اپنے بھیجنے والے سے پہنچایا ہے۔ اس لئے یوں نہیں فرمایا کہ یہ کلام فرشتہ یا نبی کی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ رسول نے اپنے بھیجنے والے یعنی حق تعالیٰ سے پہنچایا نہ یہ کہ اس نے اپنی ذات سے یہ کلام پیدا کی ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد رسول سے ایک آیت میں جبرائیل ہے اور دوسری آیت میں محمد ﷺ ہیں۔ پس دونوں کی طرف سے اس کلام کی نسبت کرنے سے ظاہر ہو گیا کہ یہ نسبت صرف پہنچانے کے واسطے ہے۔ کیونکہ ایک شخص

نے جس کلام کو پیدا کیا ہو تو منع ہے کہ دوسرا اس کو پیدا کر سکے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ بے شک حق تعالیٰ نے قرآن کو آدمی کی کلام بنانے والے کی تکفیر کی ہے۔ پس جس نے قرآن کو آنحضرت ﷺ کی کلام بنایا کہ آپ ﷺ نے از خود یہ کلام بنائی ہے تو وہ کافر ہوا۔ اور اس میں کچھ فرق نہیں کہ قرآن کو آدمی کی یا جن کی یا فرشتہ کی کلام کہے۔ (یعنی ان تینوں صورتوں میں سزا اس کی دوزخ ہے) اس لئے کہ کلام اس کی ہوتی ہے جس نے اول کہی ہو۔ نہ اس کی جس نے پیغام پہنچایا ہو۔ یہ ترجمہ ہے عبارت فقہ اکبر کا۔ کیا خوش کہا ہے کہنے والے نے کہ:

اگرچہ قرآن از لب پیغمبر است

ہر کہ گوید حق نہ گفتہ اوکا فر است

ان معتبر سندوں سے اگر صاحب اشاعت السنہ کی تسلی نہ ہو کہ یہ علماء مقلدین کے حوالی ہیں۔ شاید ان کو پسند نہ ہوں تو اولاً اس کا جواب یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر سے اسی اشاعۃ السنہ کے ص ۲۹۲ ..... ۲۹۴ میں بھی سند لی ہے اور نیز ص ۳۱۴، اشاعت السنہ میں بھی حضرت شاہ عبدالعزیز کی کمال تعریف کر کے ان سے سند لی ہے۔ اور ثانیاً یہ جواب ہے کہ علماء غیر مقلدین بھی اسی اعتقاد پر ہیں جو اوپر مذکور ہوا ہے۔ جیسا کہ سند ان کی بھی بعض کتابوں سے منقول ہوتا ہے۔ تا کہ ظاہر ہو کہ اشاعت السنہ والا نے اپنی قوم سے بھی سخت مخالفت کی ہے۔ "نہج مقبول من شرائع الرسول" جو تالیف ہے بڑے بیٹے مولوی صدیق حسن بھوپالی کی اور خود مولوی مسطور نے اس کی تصحیح کر کے بھوپال میں چھپوائی ہے اور یہ باپ بیٹا مشاہیر علماء غیر مقلدین سے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ اسی سے ابتداء ہوا اور اسی کی طرف رجوع ہوگا اور قرآن کے لفظ اور معنی دونوں اللہ تعالیٰ سے

ہیں جبرائیل امین صرف ناقل ہیں آنحضرت ﷺ فقط پہنچانے والے ہیں اور جتنا لوگوں نے قرآن مجید پڑھا اور پڑھیں گے وہ تمام اللہ تعالیٰ کی کلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کلام فرمائی اور بے شک حضرت جبرائیل نے ان سے سنی اور بالیقین آنحضرت ﷺ پر اتاری جو کوئی کہے کہ وہ کلام فرشتہ کی یا آدمی کی ہے تو اس کا مکان دوزخ ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت فارسی نہج مقبول کا، اور یہ عبارت اس کے ص ۵ میں ہے۔

قولہ یعنی اشاعت السنہ میں لکھا ہے اور اگر بعینہ ان دونوں کی نسبت یہ خیال کریں کہ بہ ضمن حکایت ابلیس وفرعون یہ کلام خدا میں پائی گئی ہیں تو یہ کلام رحمانی اور جزو قرآن کہلاتے ہیں۔ اقول فقیر کہتا ہے کہ آیت "انا خیر منه" اور آیت "انا ربکم الاعلیٰ" کو اللہ تعالیٰ کی کلام اور جزو قرآن بنانے میں کسی کے خیال کرنے کی کیا حاجت؟ یہ دونوں آیتیں فی الحقیقت اور دراصل حق تعالیٰ کی کلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا ہے اور شیطان فرعون کے پیدا ہونے سے ہزار ہا برس پہلے حق تعالیٰ نے ان کو لوح محفوظ میں لکھوایا جیسا کہ قرآن وحدیث وعقائد اہل سنت سے اوپر مبرہن ہو چکا ہے۔ پس اس کلام عربی معجز نظام کو شیطان وفرعون کی کلام بنانا اور قرآن میں ان سے نقل کا اعتبار وخیال کرنا محض ہذیان اور بہتان ہے۔ خدائے سبحانہ وتعالیٰ جمیع اہل ایمان کو اس اعتقاد وخیال سے بچائے اور عاقبت بخیر فرمائے۔ واضح رہے کہ یہ اقوال صاحب اشاعۃ السنہ کے جن کا بنائے اختلاف متکلم پر ہے صاحب براہین احمدیہ کی تائید کی تمہید میں تھے جس میں صاحب اشاعۃ السنہ نے اس کی محبت میں اپنا ایمان قربان کر دیا جیسا کہ شرعاً متحقق ہو چکا ہے۔ اب فقیر کاتب الحروف اس کے وہ اقوال جو اصل تائید صاحب براہین میں ہیں جن کا مدار اختلاف

مخاطب پر ہے نقل کرکے ادلہ شرعیہ سے ان کی تردید لکھتا ہے۔ واللہ ھو المعین!

قولہ !'' ایسا ہی اختلاف مخاطب کے سبب اختلاف کلام کو سمجھنا چاہئے۔'' انتہیٰ

بلفظہ ! فقیر کہتا ہے کہ ایک نقص اس پر اوپر لکھا گیا ہے دوم علماء بدیع ومعانی وغیرھم نے تصریح کی ہے کہ کلام یا خبر ہے یا انشاء اور ان دونوں کے معنی میں کسی نے اختلاف مخاطب کا کچھ بھی اعتبار نہیں کیا نہ معلوم کہ اس نئے مولوی نے یہ اقسام کلام کہاں سے نکالی ہیں۔

قولہ !'' جو کلام خدائے تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے خطاب میں فرمایا ہے اور وہ ایک کتاب معروف میں درج ہو کر مسلمانوں میں پڑھا جاتا ہے۔ وہ قرآن کہلاتا ہے۔'' انتہیٰ

بلفظہ ! فقیر کہتا ہے کہ خطاب کلام میں بصیغہ حاضر ہوتا ہے۔ تلخیص المفتاح، مطول کے متن میں لکھا ہے کہ تکلم سے خطاب کی طرف آیت وما لی لا اعبد الذی میں اور خطاب سے غیبت کی طرف آیت ''حتی اذا کنتم'' نے ''الفلک'' میں اور غیبت سے خطاب کی طرف آیت ''ملک یوم الدین . ایاک نعبد'' میں التفات ہے۔ یہ ترجمہ ہے اس عبارت عربی کا جس سے ثابت ہوا کہ خطاب مخاطب کرکے بات کرنے کا نام ہے۔ پس معلوم رہے کہ یہ تعریف قرآن مجید کی جو صاحب اشاعۃ السنہ نے بیان کی ہے اس سے ہزارہا آیات قرآن کی قرآن ہونے سے خارج ہوگئیں۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ قرآن مجید کی تمام آیات سے مخاطب نہیں ہیں۔ یعنی سارے قرآن مجید میں آپ ﷺ کو خطاب نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہ آیتیں جن میں آپ ﷺ کو خطاب ہوا ہے مثل اور علم دیا آپ ﷺ کو اس کا جو آپ ﷺ کو معلوم نہ تھا اور کہہ دے یا محمد ﷺ اگر تم خدا سے محبت کرنی چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اور یہ بے شک ہم نے بخشا آپ ﷺ کو کوثر یہ ترجمہ ہے آیات وخطاب کا، اور

ایسی آیات خطاب تھوڑا سا حصہ ہیں قرآن مجید کا اور نیز آنحضرت ﷺ کے قرآن شریف کی بہت سی آیات میں مخاطب ہیں جیسا کہ بنی اسرائیل اور اس امت مرحومہ کے مومن اور کفار اور جن وغیرہم، اور نیز صدہا آیات قرآنی ایسی ہیں جن میں کسی کو خطاب نہیں کیا گیا۔ پس اس تفسیر کی رو سے صدہا آیات قرآن مجید ہونے سے خارج ہوگئیں۔ مرزا قادیانی کے اس مؤید پر سخت افسوس ہے۔ جس نے تقاضائے محبت اور ان کی پکی دوستی میں ہزارہا آیات قرآنی کو کلام اللہ شریف سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کا منتقم کافی ہے۔ سبحان اللہ! عوام اہل اسلام ایسے لوگوں کو علماء دین سے جانتے ہیں اور وہ اپنے رسالہ کا نام اشاعت السنہ مشہور کرکے آپ کو اکابر مصنفین سے اور صاحب براہین احمدیہ کو کاملین مکملین سے مانتے ہیں اور فی الاصل یہ دونوں صاحب سارے غیر مقلدین کی طرح دنیا کی سخت محبت میں گرفتار ہیں اور مال حرام وحلال کے جمع کرنے کی کوشش میں سرشار ہیں۔ چنانچہ اپنے رسالوں کے حق تصنیف بیچ کر بہت سے روپے جمع کر لیتے ہیں اور خود رسالہ اشاعۃ السنہ جو سال تمام میں چوبیس جزو ہوتا ہے ایک یا دو روپیہ اس کی قیمت میں عمدہ منفعت ہے اور صاحب اشاعۃ السنۃ نوابوں سے تیس روپیہ سالانہ اور دوسرے غنیوں سے پندرہ روپیہ اور متوسط گزارہ والوں سے سات روپیہ اور کم وسعت والوں سے تین روپے بارہ آنہ سالانہ لیتے ہیں اور براہین احمدیہ جو تینتیس جز کی کتاب ہے۔ بازاری قیمت دو یا تین روپے رکھتی ہے۔ مرزا قادیانی نے ادنیٰ قیمت اس کی پچیس روپیہ اور اعلیٰ قیمت ایک سو روپیہ تک مقرر کی ہے جو اس کی کتاب خریدے خواہ وہ رافضی ہو یا بت پرست ہی ہو ان کی بہت مبالغہ اور غلو سے تعریف کرتا ہے اور جو اس کی کتاب کوئی نہ خریدے۔ اگرچہ نواب مسلمان ہی ہو۔ اس کی پرلے درجہ کی

توہین کرکے قارون سے اس کو تشبیہ دیتا اور دنیا پرستوں سے بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ اس کی کتاب کے پہلے اور دوسرے اور چوتھے حصہ کے ابتدائی اوراق ملاحظہ کرنے سے یہ حال معلوم ہو جاتا ہے اور نیز جب بہت سے روپیہ آنے کا اس کو الہام ہوتا ہے تو کمال ہی خوشحال ہوتا ہے اور جب معلوم ہو کہ وہ تھوڑا سا روپیہ ہے تو سخت غم کا پامال ہوتا ہے۔ جیسا کہ براہین کے ص ۵۲۲ سے ۵۲۴ تک کے مطالعہ کرنے سے ظاہر ہے۔

پس یہ سارا مدار دنیا کی سخت محبت اور روپیہ پیسہ جمع کرنے پر ہے جس کو دانشمند بخوبی جانتے ہیں اور پورا علم حق تعالیٰ کو ہے۔ الحاصل قرآن مجید کی جامع مانع تعریف وہ ہے جو علماء اسلام کی کتابوں میں درج ہے۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر اور مولانا قاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں لکھا ہے قرآن مجید حضرت ﷺ پر تیئیس برس کی مدت میں آیت آیت اتارا گیا ہے اور مصحفوں میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی جو دفتین میں مکتوب ہے وہ سب کلام اللہ ہے پر دوسری جگہ فقہ اکبر اور اس کی شرح میں لکھا ہے کہ قرآن مجید مصحفوں میں لکھا ہوا اور دلوں میں یاد اور زبانوں پر پڑھا گیا اور آنحضرت ﷺ پر بالتدریج اتارا گیا ہے۔ بواسطہ حروف، مفردات و مرکبات مختلف حالتوں میں یہ ترجمہ ہے عبارت عربی کا۔ اب دانشمند لوگ اس نہایت عجیب و غریب آدمی کو دیکھیں جو تنزیل اور خطاب میں امتیاز نہیں رکھتا اور قرآن مجید کی آیات کو فرعون و شیطان کی کلام بنا دیتا ہے اور اس مایہ علمی پر اس کو یہ ادعا ہے کہ مجتہدین دین غلطی پر تھے اور میں دین متین کی تائید کر رہا ہوں۔ پس یقیناً یہ رعونت اور جہل مرکب کا شعبہ ہے پھر اشاعت السنہ میں لکھتے ہیں۔ قولہ !''وہی کلام (یعنی جس کا نام قرآن ہے) اگر کسی غیر نبی کے خطاب میں اور پہلے توریت انجیل وغیرہ میں یا کسی ولی کے

الہام میں خدا نے فرمایا ہے تو وہ قرآن نہیں کہلاتا۔ گو حقیقت میں وہ بعینہ وہی کلام ہے جو قرآن میں پایا جاتا ہے۔'' انتہی ملخصاً فقیر کہتا ہے کہ اس عبارت میں ہر چند بہت سی غلطیاں ہیں مگر جن کا بیان یہاں ضروری ہے وہ یہ ہیں اوپر لکھا گیا ہے کہ قرآن مجید کی آیات کو قرآن بنانے میں خطاب کو کوئی دخل نہیں۔ قرآن وہ ہے جو سرور عالم ﷺ پر اتارا گیا اور آپ ﷺ کی طرف کلام الٰہی سے وحی ہوا۔ اور قرآن اس اترنے سے پہلے بھی قرآن تھا اور اس سے پیچھے بھی قیامت تک قرآن ہی کہلاتا ہے اور کسی ولی پر کوئی آیت قرآن کی الہام ہو جائے تو وہ قرآن سے خارج نہیں ہوتی ہے بلکہ قرآن مجید ازل سے ابد تک قرآن ہی ہے۔ معنی اس کے کلام نفسی قدیم ہے اور اس کی نظم بھی حق تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور بے شک خدائے پاک نے اس کا نام قرآن حکیم رکھا ہے۔ پس غیر ممکن ہے کہ قرآن غیر قرآن بن جائے اور عقائد اہل سنت میں مقرر ہو چکا ہے کہ حق سبحانہ کی صفات پر بھی تغیر نہیں آتا ہے۔ جیسا کہ اس کی ذات پر بدلنا نہیں ہے اور خود غیر مقلدین کی ''نہج مقبول'' میں ہے ''بر ذات وصفات الٰہی تغیر نمی رود'' ص ۱۰، ص ۱۶ میں دیکھو۔ پر تعجب یہ ہے کہ خود صاحب براہین جس جس آیت قرآن کی اپنی طرف الہام ہونے کا مدعی ہے۔ ان کا آیات قرآنی ہی نام رکھتا ہے۔ جیسا کہ اوپر براہین کے ص ۴۸۵، ۴۹۸ سے منقول ہو چکا ہے اور یہ صاحب اشاعت السنہ اس کی تائید میں قرآن کو غیر قرآن اور بعض آیات قرآنی کلمات فرعونی و شیطانی بنا رہا ہے۔ خدا جانے یہ شخص اگر قرآن کی بے ادبی میں غضب الٰہی سے پرواہ نہیں رکھتا تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ خلاف مرضی قائل فیصلہ کے اس کے قول کی توجیہ کر رہا ہے۔ الٰہی ایسی نادانی سے پناہ دے۔ ہمارے اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر۔ پھر اشاعت السنہ کے ص ۳۰۴ میں جو

لکھا ہے کہ:قولہ !’’شیطان بجز برائی گمراہی کے اور کچھ القانہیں کرتا ہے اور ان الہامات میں سراسر ہدایت تسلیم کی گئی ہے۔ گمراہی کی کوئی بات ان میں مانی نہیں گئی پھر یہ القاء شیطانی کیوں کر ہوسکتا ہے۔‘‘ ....الخ انتہی بلفظہ!

فقیر کہتا ہے کہ اوپر متحقق ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی نے براہین کے الہامات میں حق تعالیٰ پر افتراء کیا ہے اور قرآن مجید کی آیات میں لفظی معنوی تحریف کی ہے اور اپنی خودستائی یہاں تک کی ہے کہ انبیاء سے برابری کردی ہے تو یہ سب برائیوں سے بڑھ کر برائی اور سخت بے حیائی ہے جس کو دیدہ حق بین اور دل حقیقت گزیں عطاء نہ ہوتو وہ ان باتوں کو کب دیکھتا ہے اور کیوں پروا کرے ان باتوں کی جو خود سواد اعظم سے نکل جائے اور صاحب براہین احمدیہ اس کی کمال مدح کرے۔ یہاں تک کہ باڈعاء الہام رب العالمین اس کو کاملین مکملین میں داخل کردے اور غیر مقلدین وغیرھم کو اس کے کمال حال وتآل پر آگاہی بخشے تو یہ صاحب اشاعت السنہ اس کے اقوال باطلہ کو نہایت اہانت قرآن کریم سے کیوں نہ تائید کرے۔ خدا ہی اپنے دین کا حافظ ہو رہا ہے یہ کہ اشاعۃ السنہ کے ص ۲۵۹ میں تحریر ہے عربی فقرہ انا انزلناہ قریبًا من القادیان!، ’’وبالحق انزلناہ وبالحق نزل ‘‘اس میں کسی کو لفظ نزول سے نزول قرآن یا وحی رسالت کا شبہ گزرے تو اس کو یوں دفع کرسکتا ہے کہ یہ لفظ (نزول) وحی رسالت یا قرآن سے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ لفظ بخشش وعطا کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ آیت زمر میں فرمایا ہے خدا نے تمہارے لئے آٹھ جوڑی مواشی اتاری۔ یعنی عطا فرمائی ہیں۔ پس ایسا ہی عطاء الہام معارف صاحب قادیان کے نزول سے تعبیر فرمایا ہے۔‘‘ انتہی بلفظہ ملتقطا۔

فقیر کہتا ہے کہ یہ تاویل کئی وجہ سے باطل ہے پہلی وجہ یہ کہ صاحب براہین نے اس الہام کے بیان میں لفظ نزول کا اتارنے سے تینوں جگہ میں ترجمہ کیا ہے اور صاحب اشاعت السنہ نے اسی ص ۲۵۹ کی آٹھویں سطر میں اس کو نقل کیا ہے تو اب برخلاف مراد قائل اس کے قول کی تاویل کرنی سراسر بے جا ہے۔ دوسری وجہ قادیان کے قریب انزال معارف والہام کو جب آیت ’’ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل‘‘ سے جو صرف قرآن مجید کے اتارنے اور اترنے کے بیان میں ہے۔ ملا کر لکھا ہے تو یہ طرز کلام اور مقتضائے مقام اس تاویل کو باآواز زبان باطل کر رہا ہے۔ تیسری وجہ آیت ’’وانزل لکم من الانعام‘‘ میں لفظ انزال بھی اکثر مفسرین کے نزدیک اپنے حقیقی معنوں یعنی اتارنے میں مستعمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے ساتھ بہشتوں سے مواشی اتارے تھے۔ جیسا کہ تفسیر مدارک وتفسیر کبیر ونیشاپوری وخازن وحسینی ولباب وغیرھا میں درج ہیں اور نیز انہیں تفاسیر میں ہے کہ مواشی کی زندگی نباتات سے ہے اور نباتات کا قوام پانی سے ہے اور پانی آسمان سے اتارا جاتا ہے۔ پس گویا مواشی بھی آسمان سے اتارے گئے۔ علاوہ مذکورہ بالا تفاسیر کے تفسیر ابوسعود وبیضاوی میں بھی ایسا لکھا ہے۔ پس ان دونوں وجہوں میں انزال کے معنی عطا کے نہ ہوئے اور جمہور مفسرین نے آیات شریفہ کے معنی یوں کئے ہیں کہ خدا نے تمہارے لئے مواشی پیدا کئے تو یہ آیت مثل آیت سورۃ النحل اور سورۃ یٰسین کے ہوئی جن میں مواشی کے پیدا کرنے کا ذکر ہے تو ان معنوں کی رو سے بھی انزال کو عطا پر حمل کرنا نار وا ٹھہرا اور یہ جو کسی مفسر نے اس آیت میں مواشی کے اتارنے کو غیر ظاہر المراد خیال کر کے عطا کے معنی بھی لئے ہیں تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ قرآن مجید کے اتارنے اور اترنے کو عطا کے

ساتھ تفسیر کیا جائے۔ کیونکہ وقت متعذر ہونے حقیقت کے مجاز کی طرف رجوع کیا جاتا ہے
۔پس" وبالحق انزلناہ"کوانزال انعام پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

الغرض صاحب اشاعت السنہ صاحب براہین کی تائید نہیں کررہا بلکہ اس کی ضلال واضلال کو بڑھا کر درپے اس کی توہین کے ہے۔ برسولاں بلاغ باشد وبس اور وہ جو صاحب اشاعت السنہ نے "یامریم اسکن انت و زوجک الجنۃ" کی تاویل ص ۲۸۰ میں لکھا ہے صاحب براہین کو روحانی مناسبت کے سبب مریم سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام بلاشوہر حامل ہوئی ہیں ایسے ہی مؤلف براہین کو بلاتربیت وصحبت کسی پیر وفقیر ولی مرشد کے ربوبیت الٰہی سے تربیت پاکر مورد الہامات غیبیہ وعلوم لدنیہ ہوئی ہیں۔اس تشبیہ کی ایک ادنیٰ مثال نظامی کا یہ شعر ہے۔

ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زنست
کہ مریم صفت بکر و آبستن ست

انتہی بلفظہ ابقدر الحاجۃ!

فقیر کہتا ہے کہ یہ تاویل باطل ہے کہ ارکان تشبیہ چار ہیں۔ مشبہ، مشبہ بہ، وجہ شبہ، حرف تشبیہ لفظی ہو یا تقریری جیسا کہ مطول وغیرہ میں ہے۔اب ظاہر ہے کہ فقرہ "یا مریم اسکن ....الخ میں مشبہ کا تو ذکر ہی نہیں تشبیہ کیونکر پائی گئی؟ بلکہ صاحب براہین کا ادّعا ہے کہ اس کو یا آدم یا عیسیٰ یا مریم وغیرھم اسماء انبیاء سے خطاب ہورہے ہیں۔پس صریح محال ہے کہ ایک ہی شخص باپ بیٹا مائی سب کچھ بن جائے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ جس کو فیضان الٰہی ہووہ قرآن میں تحریف کرے اور انبیاء سے برابری کا دعویٰ کرے اور وغیرہ امور سخت مخالف

شرع عمل میں لائے۔ پس یقیناً صاحب براہین حدود شرعیہ سے نکل کر طغیان اور عصیان کے پرلے درجے تک پہنچا ہے۔ یہاں تک پہلی قسم کے الہامات مع جواب تاویلات صاحب اشاعۃ السنہ کے ذکر سے فراغت حاصل ہوئی ہے۔

اب دوسری قسم کے الہامات کا یعنی جن میں صاحب براہین نے انبیاء پر اپنی فضیلت جتائی ہے بطور نمونہ ذکر کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ براہین کے ص ۲۴۰ میں عربی الہام حمد کا دعویٰ کر کے اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ "خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔" انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ "حمد" احسان کے بعد ہوا کرتی ہے۔جیسا کہ تفسیر کبیر ونیشاپوری وفتح العزیز وغیرہا میں درج ہے اور مجمع البحار میں حدیث لکھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حمد شکر کا سر ہے۔اس لئے کہ اس میں نعمت کا اظہار ہے اور عام تر ہے۔ پس حمد میں شکر اور زیادتی ہے انتہی اور ردالمحتار میں ہے کہ عرفاً حمد وہ فعل ہے جو منعم کے انعام دینے کی تعظیم سے خبردار کرے الی قولہ اور حمد جہاں مطلق ہو تو عرفی ہی مراد ہوتی ہے۔ سید شریف نے حواشی مطالع میں یہ لکھا ہے۔یہ ترجمہ ہے عبارت ردالمحتار کا۔پس محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کی حمد کرے۔اس لئے کہ منعم حقیقی تو حق تعالیٰ ہی ہے اور باوصف اس کے قرآن اور صحیح احادیث میں کہیں بھی صراحۃً نہیں آیا کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب محمد ﷺ یا کسی اور نبی کی انبیاء علیہم السلام سے حمد کررہا ہو۔بلکہ حق تعالیٰ نے سب خواص وعوام کو ارشاد کیا ہے کہ تم سب کہو "الحمدللہ رب العالمین" پس کیونکر متصور ہو کہ باری تعالیٰ مرزا قادیانی کی عرش سے حمد کررہا ہے؟ یعنی اس کو سب اپنے مقبول بندوں پر جن میں انبیاء بھی داخل ہیں فضیلت دے رہا ہے۔خدا جانے صاحب براہین نے رب العالمین پر کونسا

انعام کیا ہے جس کے بدلے وہ سب کے محمود کی حمد کا مستحق ٹھہر گیا ہے؟ یہ نرا بہتان عظیم، نہایت تکبر اور حمق ورعونت اور جھوٹ وفریب سے پیدا ہوا ہے علاوہ ازیں اس فقرہ الہامیہ عربیہ کی رکاکت لفظی علماء اسلام سے مخفی نہیں ہے اور قرآن مجید میں جو لفظ حمید کا باری تعالیٰ کی صفت میں واقع ہوا ہے تو وہ لفظ غنی وعزیز وغیرہما سے نزدیک کیا گیا ہے تا کہ دلالت کرے کہ حق تعالیٰ حمد کیا گیا ہے نہ حمد کرنے والا۔ جیسا کہ مشہور تفاسیر اور ترجموں میں درج ہے۔ اور اگر فرض کریں کہ حمید بمعنی حامد ہے تو وہ سبحانہ اپنی ذات وصفات کا حمد کرنے والا ہے۔ مجمع البحار میں نہایہ سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حمید ہے تو وہ ہر حال محمود ہے انتہیٰ اور قرآن میں جو حق تعالیٰ کا شاکر وشکور ہونا مذکور ہے تو اس سے بھی یہی مراد ہے کہ باری تعالیٰ تھوڑے عمل پر بہت ثواب عطا فرماتا ہے جیسا کہ اکثر تفاسیر میں لکھا ہے اور محی السنہ معالم میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ہے کہ استحقاق سے زائد عطا کرتا ہے انتہیٰ اور مجمع البحار میں ہے کہ حق تعالیٰ شکور وہ ہے جو تھوڑے عمل کو بڑھا کر مضاعف بدلا دیتا ہے۔ پس اس کا شکر بندوں کا بخشنا ہے انتہیٰ اور قاموس میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکر بدلہ دینا اور ثناء نیک کرنا ہے انتہیٰ اور حمد ومدح یعنی ثناء جمیل میں فرق ظاہر ہے۔ پھر بہت ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ شب معراج میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں خود حاضر ہوئے تھے۔ جیسا کہ قرآن وحدیث میں آیا ہے اور یہاں حق تعالیٰ مرزا قادیانی کے پاس خود چل کر آ رہا ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کی صفت لیس کمثلہ شیء وارد ہے۔ پھر براہین کے ص ۵۵۸ پر الہام عربی درج ہے جس میں مرزا صاحب کے بیت الفکر اور بیت الذکر کے حق میں ومن دخلہ کان آمنا واقع ہوا ہے جس کا ترجمہ انہوں نے خود کیا ہے ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا۔ ہم

نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا۔ بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الفکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور ''ومن دخلہ کان آمنا'' اس مسجد کی صفت بیان فرمائی ہے۔'' انتہیٰ بلفظہ!

فقیر کہتا ہے کہ آیت ''ومن دخلہ کان آمنا'' قرآن شریف میں بیت اللہ شریف کے ہی حق میں وارد ہے۔ مسجد نبوی شریف کے اور نہ مسجد اقصیٰ (جس کی تعریف سورۃ بنی اسرائیل کے ابتداء میں ہے اور وہ قبلۂ انبیاء ہے) کے حق میں وارد ہے۔ پس یہ ادعا صاحب براہین کا کہ اس کی خانگی مسجد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے ''ومن دخلہ کان آمنا'' نازل کیا ہے۔ یہاں اپنی مسجد کو ان دونوں مسجدوں پر فضیلت دی ہے۔ ان مناقب سے ایک اور امر ظاہر ہو گیا اور وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ابتداء براہین احمدیہ کے اشتہار میں درج کیا ہے کہ ان کی جائیداد دس ہزار روپیہ کی ہے۔ پھر ادعا کیا ہے کہ ہم کو ایک الہام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مخاطبت یعنی ہمکلامی کا منصب حاصل ہے۔ پس باوجود اس کے اب تک وہ حج کو نہیں گئے۔ اس لئے کہ حج گناہ کے بخشوانے اور قیامت کے امن کے واسطے ہے اور یہ دونوں مرزا صاحب کو حاصل ہیں۔ کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو جی چاہے سو کر بے شک ہم نے تجھے بخش چھوڑا ہے جیسا کہ براہین کے ص ۵۶۰ میں درج ہے اور امن تو ان کی مسجد کے نمازیوں کو حاصل ہے۔ مرزا قادیانی تو خود اس کے امام اور بانی ہیں اور نیز اوپر براہین کے ص اخیر ۵۶۲ سے منقول ہو چکا ہے کہ ''دین اسلام سب پر مشتبہ ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب کو حکم کیا ہے کہ طریقہ حقہ مرزا قادیانی سے حاصل کریں۔'' انتہیٰ ملخصاً

پس اب بحسب اقراران کے قادیان خود مکہ معظمہ ہوگئی اوران کو حج کرنے کی کیا حاجت رہی؟ اس شرارت سے پناہ بخدا۔ جمیع انبیاء اور سید المرسلین ﷺ بیت اللہ کا حج اور طواف کرتے گئے۔ البتہ جس کے پاس رب البیت خود تشریف لائے اوراس کی حمد کرے تو وہ حج کو کیوں جائے؟ پھر براہین ص ۵۶۰ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فقرات عربی مرزا قادیانی کو الہام کی ہیں جن کا ترجمہ وہ خود یوں کرتے ہیں کہ ”تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرے لئے میں نے رات دن پیدا کیا۔ تو مجھ سے وہ منزلت رکھتا ہے جس کی لوگوں کو خبر نہیں۔“ انتہی بلفظہ!

فقیر کہتا ہے کہ قرآن میں فرمان ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کا رتبہ قرآن مجید سے لوگوں کو معلوم ہوگیا۔ اور سب مسلمان شاہد ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ساری خدائی سے افضل۔ اور صاحب براہین کا ادعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرزا صاحب کی منزلت کی لوگوں کو خبر نہیں۔ پس اس کلام سے مرزا قادیانی کی جمیع انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کا ثابت کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟۔ اور یقیناً ان دعوؤں میں صاحب براہین کاذب ہے۔ پھر مرزا قادیانی ضمیمہ اخبار ریاض ہند مجریہ امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۶ء مطبوعہ ہوشیار پور میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ ”انت منی وانا منک“ ص ۱۴۸ سطر ۴ کالم ۲ اوران کے بیٹے کے حق میں جس کی بشارت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اول آخر کے پاک کرنے والا حق اور بلندی کو ظاہر کرنے والا کان اللّٰہ نزل من السّماء ص ۱۴۷ سطر ۱۴ کالم ۲، انتہی! فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ پہلا الہام صحیح حدیث کا ایک فقرہ ہے جو آنحضرت ﷺ کے اپنے عم زاد بھائی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا تھا ”انت منی وانا منک“ یعنی تو نسب اور پیوند سسرال اور ابتداء ایمان ومحبت وغیرھا میں مجھ سے متصل ہے۔ جیسا کہ قسطلانی اور کرمانی رحمہما اللہ دونوں شرح بخاری میں درج ہے۔ یعنی فیما میں میری اور تیری برادری اور قرابت اور اتحاد اور کمال اتصال ہے۔ جیسا کہ مرقات اور لمعات دونوں شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے اور کرمانی شرح بخاری میں ہے کہ اس من کو اتصالیہ کہتے ہیں۔ انتہی احرھما پس بہ یقین ثابت ہوا کہ ایسی کلام دو قریبیوں میں جن کو نسبتاً واخوۃً وغیرہما اتصال ہو واقع ہوتی۔ لیکن خدائے تبارک وتعالیٰ جس کا نہ کوئی ولد ہے نہ کوئی والد اور نہ اس کا کوئی کفو اور جس کی یہ صفت ہے کہ کسی سے متصل نہیں ہوتا اور نہ کسی سے متحد ہوتا ہے نہ کسی سے مشابہ ہے۔ جیسا کہ عقائد کی کتابوں میں اس پر تصریح ہے۔ ہرگز متصور نہیں کہ وہ پاک ذات کسی کو فرمائے ”انت منی وانا منک“ یعنی تو مجھ سے متصل ہے اور میں تجھ سے متصل ہوں۔ پس بالیقین یہ صاحب براہین نے انبیاء اور مرسلین پر اپنی فضیلت ثابت کرنے کو حق تعالیٰ پر یہ بہتان باندھا ہے اور دوسرا الہام جس میں اس کے زعمی بیٹے کو ”کان اللّٰہ نزل من السماء“ کہا ہے وہ بھی صرف افتراء اور بہتان ہی ہے۔ اس لئے کہ جو مشابہت لفظ کانّ سے بیان کی جاتی ہے وہ نہایت سخت مشابہت ہوتی ہے۔ جیسا کہ تفسیر اتقان سے اوپر بیان کیا گیا ہے۔ پس جب مرزا صاحب کا بیٹا حق تعالیٰ سے بہت ہی مشابہ ٹھہرا اور وہ پاک ظالموں کی باتوں سے برتر ہے تو خود مرزا صاحب بہت ہی اونچا چڑھ گئے۔ معاذ اللہ! حق تعالیٰ کے برابر ہوگئے اور دراصل حق سبحانہ ملحدوں کی وصفوں سے پاک اور منزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب اور برے بندوں کی شرارت اور شیطانوں کی ایذاء اور حاضری سے پناہ بخدا۔ یہاں پر ختم ہوا

یہ رسالہ جس کا نام "رجم الشیاطین برد اغلوطات البراهین" ہے اور جمیع حمد میں خاص خدائے پروردگار جہانوں کے واسطے ہیں اور درود ہو اللہ تعالیٰ کا ساری مخلوقات کے برگزیدہ اور اس کے حبیب محمد ﷺ اور اس کی آل واہل بیت واصحاب پر جب تک اس کو یاد کرنے والے یاد کریں اور جب تک غافل اس کی یاد سے غفلت کریں اور بعد ختم۔ اس رسالہ کے اللہ تعالیٰ کے وافر کرم کا مشتاق محمد ابو عبدالرحمٰن فقیر غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں ہو۔ حضرات علماء حق ملت شریفین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ فقیر نے صفر ۱۳۰۲ ہجری میں صاحب براہین کا وہ اشتہار دیکھا جس کا ذکر ابتداء اس رسالہ میں درج ہوا ہے اور اس کو مشتہر نے بیس ہزار قطعہ چھپوا کر دور دراز ملکوں میں شائع کیا ہے۔ جب فقیر نے اس میں دیکھا کہ مرزا قادیانی نے کتاب براہین احمدیہ کا بنانا اللہ تعالیٰ کے حکم اور الہام سے دعویٰ کیا ہے اور اپنی تعریفوں میں حدود الٰہی سے تجاوز کر گیا ہے۔ ان باتوں سے دل بہت ناخوش ہوا۔ پھر اس کی کتاب براہین احمدیہ دیکھی تو تیسرے چوتھے حصہ کے حاشیہ درحاشیہ میں جو اس نے اپنے الہامات درج کیئے ہیں وہ اکثر مخالف شرع پائے اور آیات قرآن کی تحریف لفظی ومعنوی وغیرہ قباحتیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ان میں دیکھیں تو حق براری اسلام کے ادا کرنے کے واسطے مرزا صاحب کو لکھا کہ ان مخالف شرع باتوں سے باز آؤ اور غیر دین والوں کے مقابلہ میں کتاب لکھو چھپواؤ فروخت کرو کچھ مضائقہ نہیں تو اس کو نہ مانا اور تائب نہ ہوئے بعد ازاں فقیر نے بعض مجالس وعظ میں ذکر کیا کہ مرزا صاحب کے الہامات میں قرآن مجید کی تحریف ہوگئی ہے اور انہوں نے انبیاء کی برابری کے مدعی ہو کر قرآن شریف کو پارہ پارہ بھی کر دیا۔ اس پر ان کے مؤید مؤلف رسالہ اشاعت السنہ نے

خلوت میں درباب الہامات کے فقیر سے مناظرہ کرنا چاہا۔ جب کہ فقیر کو معلوم تھا کہ صاحب براہین اور مؤلف اشاعت السنہ باہم ایک دوسرے کے کمال ثناء خواں ہیں اور اپنی تالیفات میں ایک دوسرے کی حقانیت کو کما حقہ ظاہر کیا ہے۔ اس پر اکثر علماء اور سب عوام غیر مقلدین سے اور بعض علماء اور عوام مقلدین کے صاحب براہین کی حقیقت کو مان گئے ہیں۔ اور قادیان مثل بیت اللہ کے مرجع انام ہوگئی ہے تو فقیر نے خلوت میں مناظرہ کو پسند نہ کیا بلکہ علماء دین کے روبرو گفتگو کے واسطے کہا تو اس کے قبول سے ہرگز صاحب اشاعت السنہ نے کیا۔ اس کا جواب تک نہ دیا تو بعد ازاں فقیر نے جمادی الاولیٰ سنہ رواں میں بذریعہ اشتہار اعلان کیا کہ صاحب براہین کے اکثر الہامات اصول دین اسلام کے مخالف ہیں۔ اس پر فقیر مرزا صاحب اور ان کے مؤید صاحب اشاعت السنہ سے علماء اسلام کے روبرو یہ کلام کرنے کا خواستگار ہے تا کہ حق ظاہر ہو جائے اور خواص عوام اہل اسلام کے عقائد میں خلل نہ آئے تو اس کا جواب بھی ان کی طرف سے کچھ نہ ملا۔ پھر فقیر نے اسی سال کے رمضان المبارک میں صاحب براہین کے الہامات اور صاحب اشاعت السنہ کی تاویلات کے رد میں اردو میں رسالہ لکھ کر کئی علماء ہندوستان وپنجاب کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے بھی اس بارہ میں کہ صاحب براہین واشاعت السنہ دونوں مخالفت شرع کر رہے ہیں۔ فقیر سے موافقت فرمائی۔ امرتسر کے علماء کی تصدیق کے بعد وہاں کے ایک رئیس نے فقیر سے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ آپ اول مرزا قادیانی سے اظہار حق کے لئے مناظرہ کرو۔ پھر جو حق ظاہر ہو اس کو اشتہار دو۔ اس کو فقیر نے قبول کیا اور ان سے کہا کہ ڈیڑھ سال اس انتظار میں بسر کیا ہے مرزا صاحب مناظرہ کو قبول نہیں کرتے۔ اس رئیس نے جواب دیا کہ ہم ساعی ہو کر

مرزا صاحب کو لکھتے ہیں پھر چند ماہ کے بعد ان کا خط فقیر کے نام آیا کہ صاحب براہین لکھتے ہیں کہ میری کتاب میں تصوف ہے تین علماء صوفیہ کے نام لکھے کہ ان کے روبرو مناظرہ کرنا چاہتا ہوں فقیر نے اس کے جواب میں اس امر کو مان لیا اور لکھا کہ تین خاندانی علماء ہوں جو وہ لاہور سے ان کے ساتھ شامل کر کے تاریخ مناظرہ معین کرو اور فقیر کو اطلاع دو کہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو جاؤں۔

پس اب تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا اور نہ وہ رسالہ شائع ہوا۔ اب اس امید پر فقیر نے شوال ۱۳۰۳ھ میں اس رسالہ کو عربی میں ترجمہ کیا کہ حضرات علماء حرمین محترمین کی تصحیح سے بھی مزین ہو جائے تاکہ اہل اسلام کے نزدیک نہایت معتمد ٹھہرے اور بعض علماء مقلدین جو صاحب براہین کے مصدق ہیں وہ بھی حق کی طرف رجوع کریں اور فقیر نے یہ جو کچھ کیا ہے صرف قرآن مجید کی حمایت اور حقوق انبیاء و مرسلین صلوٰۃ والسلام علیہم اجمعین کی رعایت اور عقائد مسلمین کی صیانت کے لئے کیا ہے۔ اب اس رسالہ عربیہ مع چاروں حصہ مجلد براہین احمدیہ اور رسالہ اشاعۃ السنہ کی جس میں مرزا صاحب کی تعریف اور ان کے اقوال کی تاویلیں ہیں مع دونوں اشتہار صاحب براہین کے جن میں بیٹے کی پیشین گوئی اور اپنی تعریف درج کی ہے آپ صاحبوں کی خدمت مبارک میں بھیج کر ملتجی ہوں کہ آپ اس عربی رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں اور اس کے حوالوں کی اصل کے ساتھ مطابقت کرا کر فقیر کی تحریر کو قرآن وحدیث واجماع امت سے موافق پائیں تو اسکی تصحیح فرمائیں اور اگر اس میں کوئی خطاء و سہو ہو تو اس کی اصلاح کریں اور بیان شافی وشرح کافی سے اجر وافی حاصل فرمانے کی نیت سے صاحب براہین اور اس کے مؤید اور ان کے معتقدین کا حکم اور ان کی

کتابوں کے پڑھنے کا حکم ظاہر کریں کہ شریعت وطریقت میں ان کا کیا حال ہے؟۔ تاکہ اہل اسلام کو اطمینان ہو اور سب کا حق کی طرف میلان ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور عاقبت میں جزائے خیر عطا فرمائے اور دین متین کی تائید کے لئے آپ کو سلامت باعزو کرامت رکھے اور آپ کے علم اور جسم میں بسطیت بخشے۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں قیامت تک اہل علم حرمین محترمین پر ہی مدار ہے۔ خدائے مجیب الدعوات ہمیں آپ کی زیارت امن وامان وسلامت واسلام سے نصیب کرے کہ یہ سعادت عظمیٰ اور برکات کبریٰ کی طرف پہنچانے والی بات ہے۔ سب حمد پروردگار عالمین کے واسطے خاص ہے۔ اور درود وسلام اس کے مظہر جمال اور نور کمال پر اور اس کی آل واصحاب پر ہو مقدار اس کی بخشش کے اور بے شمار معلومات عالم الغیب والشہادت کے۔

یہ رسالہ تمام ہوا۔

تقاریظ

مولانا مولوی مفتی مہاجر حاجی محمد رحمت اللہ صاحب (کیرانوی) رحمۃ اللہ علیہ

(مکہ معظمہ)

مولانا مولوی مہاجر حاجی محمد رحمت اللہ کیرانوی جن کو حضرت سلطان روم (مصنف اظہار الحق) رَدِّ عیسائیت نے بصوابدید شیخ الاسلام روم خطاب "پائیہ حرمین شریفین" عطا کیا اور فرمان شاہی میں اقضٰی قضات المسلمین واولی ولات الموحدین وارث علوم سید المرسلین وغیرھا القاب سے ملقب فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اور صلوٰۃ کے بعد بے شک میں نے اس رسالہ کو اول سے آخر تک سنا۔ اس کی عبارت اور مضمون دونوں صحیح پائے۔ حضرت مؤلف اس رسالہ نے خدا اس کو اچھا بدلہ دے جو نقلیں درج کی ہیں وہ سب اصل کے مطابق ہیں۔ میں نے اس سے پہلے بھی معتبروں کی زبانی مرزا قادیانی کا حال سنا ہے۔ سو وہ میرے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی فرمانبرداری کسی کو جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے بنانے والوں کو نیک بدلہ دے۔ امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے بہت لوگ صاحب براہین احمدیہ کی پیروی سے بچ جائیں گے۔ ہم کو اور سب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ شیطانوں کے اغوا اور مکر وفریب سے محفوظ رکھے۔ میں فقیر! خدا کی رحمت کا امیدوار رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مومنوں کو بخشے۔ آمین!

محمد رحمت اللہ

حنفیوں کے مفتی (مکہ معظمہ)

محمد صالح بن صدیق کمال (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ

سب حمد اس کے لئے جو اس کے لائق ہے اور اسی سے میں توفیق کی استمداد کرتا ہوں۔ سب تعریف اس خدا کی ہے جس کی بلند ذات غفلت اور نسیان سے پاک ہے اور اس کے نام اور صفتیں زوال اور نقصان کے لاحق ہونے سے پاک ہیں اور اس نے ہر زمانہ میں ایسے علماء پیدا کئے ہیں جو شرع شریف کی محافظت پر قائم ہیں اور ان کو حق کے ظاہر کرنے اور باطل کے نابود کرنے پر طاقت دی ہے کہ کچھ سستی نہیں کرتے اور اس پر ان کو بہت ثواب اور بہت نیکیاں دی ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے صواب اور خطاء فاحش کو بیان کر دیا اور درود وسلام ہمارے سردار پر ہوں جن کا نام نامی محمد ﷺ ہے جن میں حق تعالیٰ نے سب فضیلتیں جمع کی ہیں اور ان کی آل واصحاب پر جن کے نفس خدائے تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔ بعد اس کے بے شک میں مطلع ہوا اس بزرگ رسالے اور لطیف حوالوں پر۔ پس میں نے دیکھا ان کو ایسی عمدہ جن کے دیکھنے سے آنکھیں سرد ہوتی ہیں اور بے شک شیطان نے غلام احمد قادیانی کو ہلاکت اور نقصان کی وادیوں میں گرا دیا ہے۔ پس حق تعالیٰ اس رسالے کے مؤلف کو جزائے خیر عطا کرے اور اس کو زیادہ اجر دے اور قیامت کے دن ہم کو اور اس کو اچھا مکان عطا کرے۔ آمین! اور حق تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور اس کی آل واصحاب سب پر درود بھیجے۔ اس تحریر کے لکھنے کا حکم کیا شریعت کے خادم الطاف الٰہی کے امیدوار محمد صالح بن مرحوم صدیق کمال حنفی نے جو ان دنوں میں مکہ مکرمہ کا مفتی ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں کی مدد میں ہو۔

محمد صالح کمال

شافعیوں کے مفتی (مکہ معظمہ)

محمد سعید بن محمد باصیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریفیں اس خدا کو ہیں جس نے اس دین اسلام کے خلل وزلل بدمذہبوں گمراہوں کے دور کرنے کے لئے کچھ لوگ پیدا کئے ہیں۔ جو بدمذہبوں گمراہ کنندوں کی سرکوبی کرتے رہتے ہیں۔ اور جس نے ہر عالم راہنما سیدھی راہ کے چلنے والے کی مدد کی ہے۔ بعد اس کے بے شک میں نے دیکھا ان باتوں کو جو غلام احمد قادیانی پنجابی کی طرف منسوب ہیں۔ پس اگر اس نے کہی ہیں تو وہ گمراہوں گمراہ کنندوں وسخت بدمذہبوں سے ہے اور ایسا ہی محمد حسین ہے جس نے رسالہ اشاعۃ السنہ میں اس کی تائید کی ہے۔ پس حاکم اسلام پر اللہ تعالیٰ اس کو نیک توفیق دے۔ واجب ہے کہ ان دونوں کو ایسی سخت تعزیر دی جائے جس سے یہ اور ان کے ہم مشرب ایسی باتوں سے باز آویں اور جو رسالہ امام فاضل بزرگ کامل شیخ محمد ابوعبدالرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری نے ان دونوں کی گمراہی کے بیان اور ان کے رد میں لکھا اور اس کا نام "رجم الشیاطین بردِ اغلوطات براہین" رکھا ہے۔ وہ ایسا حق ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے اس کو نیک بدلہ دے اور مسلمانوں کے دلوں میں اس کا اعتبار بڑھائے اور خدا بہت دانا ہے۔ یہ تحریر اپنی زبان سے کہی اور اپنے قلم سے لکھی۔ اللہ تعالیٰ سے کمال کامیابی کے امیدوار محمد سعید بن محمد باصیل نے جو مکہ معظمہ میں شافعیوں کا مفتی ہے۔ خدا اس کو اور اس کے والدین وجمیع مومنین کو بخشے۔

محمد سعید باصیل

مالکیوں کے مفتی (مکہ معظمہ)

محمد بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریفیں پروردگار عالم کو خاص ہیں۔ خداوندا مجھے علم دے اور سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کر جس کو خدا راہنمائی کرے کوئی اسے گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کی راہنمائی کوئی نہیں کرسکتا۔ لیکن ایسی باتیں کرنے والا بے شک شیطانی خطر اور وساوس نفسانی کے دریاؤں میں ڈوب گیا ہے۔ اس کے جھوٹ اور بدبختی سے تعجب ہے۔ اس لئے کہ مدعی ہوا ہے اس بغاوت کا جو حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں سخت جھوٹے دجال ہوں گے۔ تم سے ایسی باتیں کریں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہ سنی ہوں گی اور رسالہ اشاعت السنہ سے جس نے اس کی تائید کی ہے وہ سخت بدبخت ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ گناہ اور حدوں سے درگزر کرنے میں تائید نہ کرو۔ پس حاکم اسلام پر واجب ہے کہ ان دونوں کو سخت تعزیر کرے۔ اور وہ رسالہ جو فاضل علامہ شیخ محمد ابوعبدالرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری نے ان دونوں کی گمراہی کے بیان اور ان کی باتوں کی تردید میں لکھا ہے۔ بے شک اس میں بہت درست لکھا ہے۔ اس لئے کہ سچے دین کی اتباع کی جائے۔ بہت عمدہ ترغیب ذکر کی ہے۔ خدا بہت دانا ہے۔ بارخدایا ہم کو ہوائے نفس کے پیچھے چلنے والوں اور شیطان کی راہ میں گمراہ ہونے والوں اور بری باتوں کو اچھا جان کر ہلاک ہونے والوں سے نہ کر۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ یہ تحریر اللہ تعالیٰ کی بخشش کے امیدوار محمد بن شیخ حسین مرحوم نے لکھی ہے جو مکہ معظمہ میں مالکیوں کا مفتی ہے۔

محمد بن حسین مفتی مالکیہ

حنبلیوں کے مفتی (مکہ معظمہ)

خلف بن ابراہیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے اپنے خاص بندے پر قرآن مجید اتارا، جو اپنی بات میں سچا ہے جس میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور یہ میرا راہ سیدھا ہے۔ اس کی پیروی کرو اور بہت راستوں کی پیروی نہ کرو جو تمہیں اس کے راہ سے جدا کردیں گے اور درود وسلام ہمارے سردار محمد ﷺ پر جو خدا کا نبی اور دوست وخلیل ہے اور اس کی آل و اصحاب ومددگاروں پر۔ پھر بعدازاں بے شک میں نے اس بزرگ رسالہ کا مطالعہ کیا جو صحیح صاف محکم روایات پر مشتمل ہے۔ پس میں نے اس رسالہ کو بروئے دلائل محکم مضبوط شافی کافی فائدہ رساں دیکھا جس کے پڑھنے سے موحدین اہل سنت و جماعت کی آنکھیں خنک ہوتی ہیں اور معتزلہ وخارجیوں وبدمذہبوں اور بدعتیوں کی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں۔ وہ بد مذہب جو دین سے یوں نکلتے ہیں جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اور یہ مبارک رسالہ وہ ہے جس نے غلام احمد قادیانی کی کجی کو ظاہر کیا اور بے شک یہ قادیانی مسیلمہ کذاب ثانی ہے اور نیز اس کے مؤید کے دھوکے کے ظاہر کئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے لکھنے والے کو اہل اسلام کی طرف سے بہت نیک بدلہ دے۔ اور بہت سا اجر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ نبیوں اور رسولوں کے ختم کرنے والے پر رحمت پہنچا اور اس کی آل واصحاب سب پر۔ اس تحریر کے لکھنے کا عاجز خلف بن ابراہیم نے جو مکہ شریف میں حنبلیوں کے فتویٰ دینے کا بالفعل خادم ہے۔ حکم کیا۔ حمد درود و سلام ادا کرتے ہوئے۔

خلف بن ابراہیم

حنفیوں کے مفتی (مدینہ منورہ)

عثمان بن عبدالسلام حنفی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و درود وسلام ادا کرتے ہوئے میں خدائے پاک مولیٰ کریم قادر سے اپنے ہر کام اور ہر بات میں توفیق ومدد کا سائل ہوں۔ سب تعریف خدائے یگانہ بے نیاز شریک اور اولاد سے پاک کے لئے خاص ہے جس نے بزرگ رسولوں کو روشن دلیلوں اور ظاہر نشانیوں سے بھیجا ہے اور ان کی قبل از نبوت خوارق اور معجزات سے تائید کی ہے۔ اپنے خاتم الانبیاء اور سیدالاصفیاء پر جس نے قرآن معجز بیان اتارا ہے اور اس جلّ وعلیٰ نے اس میں فرمایا ہے کہ آج میں نے پورا کیا تمہارے لئے دین اور تم پر اپنی نعمت تمام کی اور اسلام تمہارے لئے دین پسند کیا۔ وہ کتاب جو سیدھی راہ کی طرف راہنما ہے اور ہر اچھا کام فرماتی ہے۔ جھوٹ اس کے آگے پیچھے سے نہیں آتا۔ دانا ستودہ کی اتاری ہوئی ہے اور دائمی درود وپورا سلام نبی پر ہو جو خلاصی اور سیدھی راہ کی طرف بلانے والا ہے اور قیامت تک ہر جھوٹے اور ہلاک کرنے والے کا حال بتلانے والا ہے۔ جس کی حدیث صحیح مسلم میں ابوہریرہ ﷛ سے ہے کہ آخر زمانہ میں دجال سخت جھوٹے ہوں گے۔ تم سے ایسی باتیں کریں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہ سنی ہوں گی۔ پس ان سے ڈرو تم کو گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں نہ ڈالیں اور نیز صحیح مسلم میں ابوہریرہ ﷛ سے ہے کہ جو کوئی بھی ہدایت کی طرف بلائے گا تو اس کے جمیع پیروں کا ثواب اس کو دیا جائے گا اور ان کے ثواب سے بھی کچھ کم نہ ہوگا۔ اور جو کوئی گمراہی کی طرف بلائے گا تو اس کو بھی سب پیروں کا گناہ اس پر ہوگا اور ان

کے بھی گناہ سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔ اور نیز امام احمد ونسائی ودارمی نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ یہ خدا کا راہ ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں اور خط کھینچے اور فرمایا کہ ان راستوں سے ہر راہ پر شیطان ہے جو اس کی طرف بلاتا ہے اور یہ آیت پڑھی "هذا صراط المستقيم فاتبعوه" اور بے شک یہ میرا سیدھا راہ ہے۔ اس کی پیروی کرنا۔ آخر آیت تک اور ابن ماجہ نے حضرت انس ؓ سے حدیث لکھی کہ بڑی جماعت کی پیروی کرنا بے شک جو اس سے نکلا دوزخ میں پڑا اور نیز امام احمد نے معاذ بن جبل ؓ سے حدیث بیان کی ہے کہ شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے۔ بکریوں کے بھیڑیے کی طرح الگ ہونے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے۔ پراگندہ ہونے سے بچنا اور جماعت سے ملنا اور نیز یہ حدیث امام مالک کے مؤطا میں مالک بن انس ؓ سے روایت ہے کہ میں تم لوگوں میں دو کام چھوڑتا ہوں۔ جب تک ان کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ قرآن مجید اور حدیث اور نیز صحیح مسلم میں محمود ابن لبید ؓ سے حدیث آئی ہے، کہ قرآن سے کھیل کئے جاتے ہیں اور میں موجود ہوں اور نیز ابویعلیٰ نے ابوذر ؓ سے حدیث بیان کی ہے کہ میرا بہت پیارا اور نزدیک تر وہ ہے جو مجھ سے ملے۔ اس عہد پر میں نے اسے چھوڑا ہے اور نیز بیہقی کی شعب الایمان میں جابر ؓ سے حدیث ہے کہ تم اسلام میں حیران ہوتے ہو۔ جیسے یہود ونصاریٰ متحیر ہیں تمہارے لئے شرع روشن پاکیزہ لایا ہوں۔ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری ہی پیروی کرتے اور نیز حدیث متفق علیہ اور سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ جس نے ہماری شریعت کے برخلاف کوئی کام نکالا وہ مردود ہے۔ اور نیز امام احمد ومسلم اور چاروں نے ابوسعید ؓ سے

حدیث لکھی ہے کہ کوئی تم سے برا کام دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر یہ طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے۔ اگر یہ طاقت نہ ہو تو اس کو اپنے دل سے اور یہ بہت ضعیف ایمان ہے۔ اور درود آپ ﷺ کی آل واصحاب پر ہو جو سیدھے راہ کے ستارے ہیں اور آپ ﷺ کے خویشاوندوں وجماعت پر جو خلقت کے رہنما ہیں۔ بعد ازاں بے شک میں نے اس پیارے رسالہ کے کاغذات کے باغوں میں ان کے اصیل گھوڑوں کو چرایا اور اس عمدہ تالیف کی سطروں کے گلزاروں کی پاکیزہ زمین میں اپنی ست فکر کے اونٹ کو دوڑایا۔ پس میں نے اس کو یقینی دلوں سے تردید کا ذمہ دار پایا جس نے اس دین سے نکلنے والے بدبخت ناکس فریبی (مرزا قادیانی) کے جھوٹ کو نابود کر دیا۔ اس کی باتوں کے جو ہر ناقص عقل کے گمراہ کرنے کا سبب ہیں۔ کھوٹ ظاہر کرنے میں یہ رسالہ کافی ہے۔ پس بے شک اس کے مؤلف نے اچھا لکھا۔ یہاں تک کہ نہایت نشانہ اور مقصود عمدگی کو پہنچا اور فائدہ پہنچایا۔ خدا اس کو بہت ثواب اور بہشت اور اپنا دیدار عطاء کرے اور اللہ تعالیٰ کا ہمارے سردار محمد ﷺ اور اس کی آل واصحاب پر درود وسلام پہنچے۔ اس تحریر کو پروردگار کی بخشش کے محتاج عثمان بن عبدالسلام داغستانی جو مدینہ منورہ میں حنفی مفتی ہیں لکھا۔ خدا اس کو بخشے۔

مورخہ ۵ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ

عثمان بن عبدالسلام داغستانی

شافعیوں کے مفتیان (مدینہ منورہ)

سید جعفر بن سید اسمٰعیل برزنجی ومفتی سید احمد برزنجی رحمہما اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے اپنے رسول محمد ﷺ کو ہدایت اور دین کے ساتھ بھیجا اور ان پر ایسا قرآن اتارا جو رحمٰن کا معجزہ ہے اور ہمیشہ کے لئے نشان کمال وراستی کی دلیل ہے اور آپ ﷺ کو نبیوں کا ختم کرنے والا اور رسولوں کا سردار اور جہانوں کی رحمت بنایا اور آپ ﷺ کی نبوت کو قیامت تک جن اور آدمیوں کے لئے عام کیا اور ان کی شرع نے تو سب دینوں کو منسوخ کیا اور ان کی شرع اور حکم منسوخ نہیں ہوتا اور آپ کے درگاہ الٰہی میں پہنچنے سے قیامت تک پیغمبری کا دروازہ بند ہوگیا۔ پس آپ کے پیچھے آپ کی روشن اور مضبوط شرع کی ہی پیروی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر جو ہدایت کے امام اور تاریکی میں روشنی کے چراغ اور ان کے پیروں پر درود بھیجے جب تک دنیا قائم ہے بعد ازاں ہم دونوں نے اس رسالہ میں خوب تأمل کیا تو اس کو مقصود پر روشن دلیل پایا۔ اس کی دلیلیں بدمذہبوں کے شبہوں کی گردنیں کاٹ دیتی ہیں اور اس کے نور شیطانوں کے دھوکوں کے اندھیروں کو نابود کردیتے ہیں۔ اس نے بہت عمدہ فیصلہ کیا اور حق کا راستہ ظاہر کردیا۔ اور یہ رسالہ صراحۃً دین کی یقینی دلیلوں پر شامل ہے اور غلام احمد قادیانی کے فریبوں اور جھوٹ کو اس نے رسوا کردیا ہے۔ اور بے شک یہ قادیانی اپنے شیطان بھائیوں کے نزدیک احمد یعنی قابل تعریف ہے اور اہل ایمان ویقین کے نزدیک یہ آذم یعنی لائق بہت مذمت کے ہے اور بے شک اس کی بیہودہ باتیں ظاہر گمراہی ہیں اور جس الہام کا یہ

مدعی ہے وہ شیطانوں کی وحی ہے۔ نبیوں اور رسولوں کی وحی نہیں ہے اور جب تو اس کی بناوٹ اور گمراہی میں تأمل کرے گا تو اس آیت کا مصداق پائے گا جس کا ترجمہ یہ ہے اور اسی طرح کیے ہیں ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع باتیں فریب کی اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے۔ سو چھوڑ دے وہ جانے پسند کریں اور تا کہ مرتکب ہو جائیں ان امور کے جن کے وہ مرتکب ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ کوئی بدلنے والا نہیں اس کے کلام کو اور وہی ہے سنتا جانتا اور دراصل یہ قادیانی مسیلمہ کذاب کی طرح گمراہی اور شک میں ہے بلکہ یہ قادیانی شیطان سے اس کا مکروفریب بہت منکر ہے۔ اس لئے کہ شیطان کا معاملہ ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو اس کے فریب سے ڈرایا ہے اور یہ قادیانی اس نے جھوٹ کو سچ بنا دکھایا ہے اور اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھ رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت سے شہروں اور بندوں کو فساد سے راحت دے۔ پس ہر مومن پر واجب ہے کہ اس رسالہ کے مضمون سے تمسک کرے اور قادیانی کی براہین احمدیہ کے بناوٹوں سے بچیں اور اس کے افتراء سے جو کمینگی اور گمراہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد خاتم النبیین ﷺ پر درود بھیجے جس پر قرآن مبین شیطانوں کی وساوس سے محفوظ اتارا گیا ہے اور اس کی آل واصحاب پر اور سلام سب پر۔ اس تحریر کے لکھنے کا سید جعفر بن سید اسماعیل برزنجی مدینہ منورہ میں شافعیوں کے مفتی نے حکم کیا ہے اور وکیل مفتی شافعیوں کے جو حرم شریف نبوی میں مدرس ہے۔ سید احمد برزنجی اس نے بھی تحریر کی ہے۔

سید جعفر البرزنجی	سید احمد البرزنجی

مدرس مسجد نبوی (مدینہ منورہ)

محمد علی السید بن طاہر السید الوتری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے سارے اپنے بندوں کو اپنی پہچان اور توحید کیلئے پیدا کیا ہے اور تاکہ وہی سب اپنے وجود اور خدا کے وجود میں فرق کریں اور اس کے انعام و بخشش کو جانیں۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں اس پر کہ ہمارے لئے اس نے دین کے نشان قائم کئے اور ہدایت پانے والوں کے لئے اس کا راہ روشن کیا اور میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اس پر کہ ہماری طرف ایسا نبی بھیجا جس پر پیغمبری ختم کی اور شبہات و گمراہی کے دروازے اس کے ساتھ بند کئے روشن معجزوں سے اس کی مدد کی اور اس کے دین سے سب دین اور حکم منسوخ کئے اور اس کی شرع کو قیامت تک باقی رکھا اور اس پر ایسا قرآن اتارا جو عمدہ نصیحت اور سیدھا راہ ظاہر کرنے والا نور اور محکم عہد ہے اور خود حق تعالیٰ ہمیشہ کے لئے اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے کہ جھوٹے اس کو بدل نہ سکیں گے اور دین سے پھرنے والے اس میں کجی نہ کر سکیں گے۔ یعنی دیندار لوگ ان کی تردید کر کے ظاہر کر دیں گے۔ سو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت کرے اور آپ کی آل و اصحاب پر بھی جس نے ان کی پیروی کی خود آپ ﷺ کی پیروی کی اور جو ان کی راہ سے پھرے بے شک اس نے ظلم کیا اور حد سے گزرا۔ بعد ازاں جب میں نے اپنی آنکھوں سے اصیل گھوڑوں کو ایسے روشن رسالے کے میدانوں میں جولان دیا جو سچے دین کی پیروی پر عمدہ برانگیخت پر شامل ہے اور اس کی طرف بلا رہا اور حرص دلا رہا اور اس پر ترغیب دے رہا ہے اور یہ دیکھنا اس کا جلدی کی حالت میں تھا باوصف

از حد کثرت اشتغال اور دل پر ہجوم غموں کے حال میں تو اس رسالہ پر میں نے تحقیق کی نور ظاہر پائی اور اس کی دلیلیں روشن مضبوط ظاہر پائیں۔ یہ رسالہ دین کی یقینی باتوں کو جمع کرنے والا ہے۔ بے دینوں گمراہ کرنے والوں کی شبہوں کی تردید کا ذمہ دار ہے۔ اس بدمذہب جھوٹے دعویٰ کرنے والے کے عیب کو رسوا کرنے والا ہے جس کا نام غلام احمد قادیانی ہے شیطان کا پوتا جو گمراہی اور بدراہ کرنے میں اپنے دادے شیطان سے ہزار درجہ بڑھ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے بنانے والے کو عمدہ ثواب دے۔ اس لئے کہ دین اسلام کی حدوں کی محافظت کی ہے۔ سخت جھوٹے گمراہ کنندے سے باطل کر کے جس سے اس نے عوام جاہلوں اور غافلوں کے دلوں میں شک داخل کر دیئے تھے۔ پس ہر مسلمان پر جو خدا پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی کتابوں و رسولوں کو سچا جانتا ہے واجب ہے کہ یہ اعتقاد اور یقین کرے کہ صاحب اس رسالہ نے جو رد لکھا ہے وہی سچ اور موافق قواعد ایمان کے ہے اور بے شک جو براہین احمدیہ والے اور اشاعۃ السنہ والے نے کہا ہے وہ نرا جھوٹ اور بہتان ہے۔ پس سچ کے پیچھے گمراہی ہی ہوتی ہے اور جو مسلمانی کے سوا دین اختیار کرے گا وہ ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ شخص قیامت میں نقصان والوں سے ہوگا۔ تیرا رب راستہ بھولنے والوں کو جانتا ہے اور ہدایت پانے والوں کو بھی جانتا ہے۔ بے شک تمہارے رب کی طرف سے نصیحتیں آئی ہیں جس نے دیکھا اپنا فائدہ کیا اور جو اندھا ان سے ہوا اپنا نقصان کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو سیدھے اور ہدایت کے راستہ پر قائم رکھے اور ہم سب کو گمراہی کے راستوں سے بچائے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے اور دعا قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار اور آقا محمد ﷺ پر رحمت کرے جس نے فرمایا ہے کہ جس کو خدا راہ دکھائے کو

اس کو روبراہ کرنے والا نہیں اور جس کو گمراہ کرے اس کا راہنما نہیں۔ اس کی آل اصحاب اور تابعین اور ہم سب پر رحمت کرے۔ آمین۔

یہ تحریر اپنی زبان سے کہی اور قلم سے لکھی ہے۔ عاجز بندے محمد علی بن طاہر وتری حسینی حنفی مدنی نے جو مسجد شریف مدینہ منورہ میں علم دین وحدیث کا مدرس ہے۔

۲۱ ذیقعدہ ۱۳۰۴ ہجری

محمد علی السید بن طاہر السید الوتری

مفتی محمد بن عبدالقادر باشہ

(مشہور علماء پٹنہ سے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اس خدا کے لئے ہے۔ جس نے قرآن مجید آدمیوں اور جنوں کے سردار پر اتارا اور اس سے جھوٹ اور شرک اور سرکشی کو نابود کیا اور درود وسلام اس کے پیغمبر محمد ﷺ پر اور اس کی آل واصحاب اور نیکی سے ان کے پیروؤں پر ہمیشہ ہو۔ بعدازاں میں نے غلام احمد قادیانی کی براہین احمدیہ واشتہار سے اس کی بعض لغزشوں کا مطالعہ کیا۔ پس ان کو شیطانی بناوٹوں سے پایا۔ وہ رحمانی الہام نہیں ہیں بلکہ نرا بہتان اور بیہودگوئی۔ پس جس نے اس کی پیروی کی وہ نقصان والوں سے ہے اور اس رسالہ کی عمدہ تردیدات کو بھی میں نے دیکھا ہے پس ان سے دل کو آرام آیا ہے۔ امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے بہت سے محبان

اہلسنت وغیرہم، اللہ تعالیٰ کے فضل سے نجات پالیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے مؤلف کو اونچی بہشت بدلہ دے۔ اس تحریر کو عاجز محمد بن عبدالقادر باشہ پٹنہ کے باشندے حنفی نے لکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے والدین کو بخشے اور ان سب سے احسان کرے۔ فقط۔

محمد بن عبدالقادر باشہ

تمام ہوئی تقریظات حضرات علماء حرمین محترمین کی

واضح رہے کہ فقیر کاتب الحروف نے اول جو اردو میں رسالہ بنام تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ لکھ کر مشاہیر علماء پنجاب وغیرہ کو ملاحظہ کرایا تھا جس پر ان حضرات نے تقاریظ لکھیں تھیں۔ ہر چند پھر اس کے اکثر مضامین کو لباس عربی پہنا کر حرمین شریفین بھیجا گیا تھا جو وہاں کے مفتیان عظام ومدرسان کرام وغیرہم کی تصدیق وتعریف سے مزین ہوا جو اوپر ہو چکی ہیں اور یہ امر موجب اس کے زیادہ اعتبار واسناد کا ہوا۔ مگر تاہم ان تقاریظ علماء وغیرہ کا بھی یہاں پر درج کر دینا مناسب نظر آیا اور وہ یہ ہیں۔ چونکہ اختتام اس رسالہ کا شہر امرتسر میں ہوا تھا۔ اس لئے اول ان کے مشاہیر علماء نے اس کو ملاحظہ کر کے تقریظات لکھی تھیں جو پہلے درج ہوتی ہیں۔

(مشہور علماء امرتسر سے)

مولوی غلام رسول امام مسجد میاں محمد جان رحمۃ اللہ علیہ

باسمه العلی الاعلیٰ والصلوة علی نبیه المصطفیٰ و آله المجتبیٰ

مخفی نہ رہے کہ اس احقر نے نسخہ متبرکہ کی تحقیقات دستگیریہ جو ہفوات صاحب براہین احمدیہ کے رد میں تالیف حضرت بلند ہمت شریف النسب عالی حسب جناب مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب کا ہے حرف بحرف ابتداء سے آخر تک مطالعہ کیا نسخہ شریفہ مذکورہ کو مطابق مذہب اہل سنت وجماعت کے پایا اور جناب مولوی صاحب موصوف نے جو الہامات اس کتاب میں براہین احمدیہ سے نقل کئے ہیں وہ بعینہ میں نے براہین احمدیہ میں درج پائے ہیں۔ مجھے ظن غالب ہے کہ مصنف براہین احمدیہ مرض مالیخولیا میں گرفتار ہیں۔ اسی سبب سے صورت متخلیہ موہومہ کو امور مذعنہ الہامیہ قرار دینے میں لاچار ہیں۔ ورنہ باوجود سلامت عقل وحواس اور باوجود ادعاء اسلام ایسے الہامات واہیہ کے مدعی نہ ہوتے۔

اللهم اکرمنا بکرمة العلم ونوّر قلوبنا بنورالعلم هذا وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین . رقمه ! احقر العباد الله الغنی غلام رسول الحنفی بقلم خود.

مولوی احمد بخش مدرس مدرسۃ المسلمین امرتسر کی تقریظ

باسمه سبحانه وتعالیٰ بعده این کس رساله هذا را از اول تاآخر بلفظ دیده موارد واعتراضات را از براهین هم مشاهده نمود فی الحقیة

بعض مزخرفاتش رابطور نمونه جواب داده آمد تابفحوائے قیاس کن زگلستان من بهار مرا اباطیل باقید برآن قیاس نموده شود خدا وند کریم مولانا مصنف را(که همیشه کمر همت بحمایت دین بسته دارند در استیصال خلاف مخالفین بمساعی جمیله خود. مشکور اسلامیان اند وچرانباشد که کمالات حسبی ونسبی ضمیمه خوبیها کسبی ووهبی از حق سبحانه دراند) جزائے خیر دهدکه درچنیں وقت که باغربت اسلام همقرانست این چنیں احسان برزمره اهل سنت گذاشت اند. فقط حرره ابوعبیدالله احمد بخش عفاء الله عنه والقاه باالبهش بقلم خود!.

مولوی نورالدین مدرس مدرسۃ المسلمین امرتسر کی تقریظ

جو کچھ مولوی صاحبان غلام رسول اور مولوی احمد بخش صاحب نے رسالہ ہذا کے بارہ میں تحریر فرمایا ہے وہ عین صواب ہے اور اس سے میرا اتفاق رائے ہے۔ فی الواقع رسالہ ہذا جمیع تبعین سنت کے لئے وساوس شیطانی وہوا جس نفسانی کے خطرات سے محفوظ رکھنے کی سپر قوی ہے اور سبحانہ تعالیٰ جناب مولوی صاحب مؤلف رسالہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ حررہ عبداللہ المسکین نورالدین عفی عنہ بقلم خود۔

نورالدین

مشہور علماء لاہور سے

مولوی غلام محمد (بگوی) (امام شاہی مسجد لاہور) و مولوی نور احمد (امام جامع مسجد انار کلی)

ظاهر اقوال الهاميه مؤلف براهين احمديه مع تاويلات فاسده صاحب اشاعة السنه مخالف عقائد اهل السنة والجماعة وغير مستند ست اهل اسلام رالازم كه از اتباع اين چنين اشخاص ومطالعه اين چنين الهامات واهيات بركنار باشد واين تحقيقات وترديد الهامات مستند اند بكتب مقبوله اهل السنة الحق احق ان يتبع. فقير غلام محمد بگى والا عفى عنه بكرمه ومنه بقلم خود اصاب من اجاب فقیر نور احمد امام مسجد انارکلی بقلم خود۔

غلام محمد | نور احمد

مولانا مفتی حافظ محمد عبداللہ ٹونکی مدرس اعلیٰ مدرسہ یونیورسٹی لاہور

الحمدلولیہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ محمد و آلہ وصحبہ امابعد!

نحیف نے اس رسالہ کو اکثر مقاموں سے دیکھا۔ جن میں حضرت مؤلف نے صاحب براہین اوران کے اعوان کو معقول الزام دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف کو اس حسن کوشش کی جزائے خیر دے۔ حضرت مؤلف سلمہ اللہ تعالیٰ نے مؤلف براہین احمدیہ پر مدعی نبوت ہونے کا بھی الزام لگایا ہے۔ میری رائے میں یہ الزام بھی صحیح اور درست ہے۔

اس لئے کہ قطعی اور یقینی طریق سے من جانب اللہ ایسے مضامین کا منزل علیہ ہونا جن کی تبلیغ ضروری ہو عرف شرع میں خواص رسالت یا نبوت سے ہے اور مؤلف براہین کو اس منصب کے حصول کا دعویٰ ہے۔ پس اس کے مدعی ہونے میں کیا اشتباہ ہے؟ پہلے مقدمے کا ثبوت یہ ہے کہ رسالت کے مفہوم لغوی اور ان آیات واحادیث میں غور کرنے سے جن میں انبیاء علیہم السلام کے اوصاف اور حالات بیان ہوئے ہیں بخوبی معلوم ہوتا ہے اور دوسرا مقدمہ یوں ثابت ہے کہ مؤلف براہین کو من جانب اللہ قطعی اور یقینی طریق سے اپنے منزل علیہ ہونے کا تو صریح دعویٰ ہی ہے۔ رہی یہ بات کہ وہ مضامین علی العموم واجب التبلیغ بھی ہیں۔ اس پر یہ الہامی فقرے (مصنوعی) شاہد ہیں۔ "واتل علیھم .... مااوحی الیک من ربک ....قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد.........قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ....قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مومنون" اس پچھلے فقرے (مصنوعی) کی تشریح میں مؤلف براہین نے لکھا ہے کہ "میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان نہیں لائے یعنی خدائے تعالیٰ کی تائیدات کرنا اور اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور دعاؤں کو قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں الہام دینا اور معارف اور حقائق الٰہیہ سے اطلاع بخشنا۔ یہ سب خدا کی شہادت ہے۔ جس کو قبول کرنا ایمانداروں کا فرض ہے۔" انتھی۔ اس بیان میں مؤلف براہین نے اور لوگوں پر بھی اپنے الہامات کے حجت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے کہ اگر ان کا کرنا ایمانداروں پر حجت نہ ہوتو ان کو قبول کرنا ایمانداروں پر فرض کیوں ہو۔ کیا غیر حجت کا بھی قبول کرنا ایمانداروں کا فرض ہوتا ہے؟ اس بیان سے مدعی نبوت ہونے

کے الزام کی پہلی دلیل تمام ہوئی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ مؤلف براہین نے اپنے بنائے ہوئے الہامی فقرے جری اللہ فی حلل الانبیاء کی تشریح میں لکھا ہے کہ ''اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصب ارشاد وہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل حلہ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے'' انتہی اس لئے کہ جب منصب ارشاد وہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونا حلہ انبیاء ہوا تو جو شخص اپنے سے اس منصب شریف کے حصول کا مدعی ہو اس کے مدعی نبوت ہونے میں کیا کلام ہے۔ رہا یہ فقرہ کہ غیر نبی کو بطور مستعار ملتا ہے۔ اس کا مطلب کما حقہ ذہن نشین نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ غیر نبی کو کسی دوسرے نبی کی اتباع کے ذریعے سے یہ منصب حاصل ہوتا ہے اور نبی کو بلا توسط اتباع دوسرے کے، یا یہ کہ نبی بعد حصول منصب مذکور دوسرے نبی کا تابع نہیں رہتا اور غیر نبی بعد حصول منصب مذکور بھی کسی نبی کا تابع رہتا ہے تو یہ تفریق غلط ہے۔ اس لئے کہ نبی کے نبی ہونے میں نبوت سے پہلے یا نبوت سے بعد دوسرے نبی کا تابع نہ ہونا لغت یا شرع سے مفہوم نہیں ہوتا بلکہ بہت سے انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام موسوی شریعت کے تابع تھے، اور خود جناب رسول مقبول ﷺ کو جابجا اتباع ابراہیم علیہ السلام کا ارشاد ہوتا ہے بلکہ مؤلف براہین تو عیسیٰ علیہ السلام کو بھی موسوی شریعت کا خادم اور تابع قرار دیتے ہیں اور جو یہ غرض ہے کہ نبی سے یہ منصب مسلوب نہیں ہوسکتا اور غیر نبی سے مسلوب ہوسکتا ہے۔ پس یہ تفریق بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ نبوت کی حقیقت میں یہ شرط بھی لغتاً یا شرعاً مفہوم نہیں ہوتی بلکہ بعض آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ خود انبیاء علیہم السلام سے بھی اس منصب شریف کا مسلوب ہوسکنا مقدور جناب ایزدی ہے۔ گو اس امر کا وقوع نہیں ہوتا۔ اللہ اعلم حیث یجعل

رسالتہٗ اور جو یہ غرض ہے کہ غیر نبی وحی کی تصدیق یا اس پر عمل کرنے میں شریعت پر عرض کا کرنے کا محتاج ہے اور نبی کو اس عرض کی حاجت نہیں تو اس سے کیا لازم آیا کہ غیر نبی کے وحی یا الہام قطعی اور یقینی نہ ہو۔ اولاً اس لئے کہ شریعت کا اس لئے اتباع ضروری ہے کہ وہ من جانب اللہ ہے جس کا من جانب اللہ ہونا بھی بالواسطہ معلوم ہوتا ہے اور جب اس غیر نبی کو بھی اپنی وحی کے من جانب اللہ ہونے کا بلا توسط ظاہری قطعی اور یقینی طریق سے انکشاف تام ہوگیا تو اب اس کو اپنی وحی کی تصدیق یا اس پر عمل کرنے میں عرض شریعت کی حاجت کیا ہے؟ ثانیاً اس لئے کہ احکام شرعیہ کا جزو اعظم احادیث صحیحہ ظنی الثبوت اور آیات قرآنیہ ظنی الدلالۃ سے ثابت ہوا ہے۔ پس چاہئے کہ بالخصوص ان احکام پر عرض کرنے کے ملہم غیر نبی کو اصلاً ضرورت نہ ہو کیا یقینی الثبوت الدلالۃ کا عملاً یا اعتقاداً تسلیم کرنا کسی ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ کی شہادت پر موقوف ہوسکتا ہے بلکہ اور صورت عرض پر تقدیر تخالف اس حدیث صحیح اور اس آیت کے مدلول ظاہری کو ملہم غیر نبی کے حق میں ترک کرنا ضروری ہو۔ اس لئے کہ یقینی الثبوت والدلالۃ کے مقابل میں ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ کو کوئی عاقل تسلیم نہیں کرسکتا۔ اس مقام میں یہ کہنا کہ نہ الہام قطعی شریعت کے مخالف ہوتا ہی نہیں غلط ہے اس لئے کہ الہام قطعی کا واقع نہ ہونا تو بے شک مسلم ہے۔ لیکن مذکورہ بالا احادیث سے جن کے موضوع اور خلاف واقع ہونے کا بھی احتمال ہے الہام قطعی کا مخالف نہ ہوسکنا غیر مسلم ومن یدعی فعلیہ البیان اور جو مذکورۃ الصدر فقرہ سے یہ غرض ہے ہی کہ نبی کو اپنے الہام کے فہم مطلب میں اشتباہ اور التباس نہیں ہوتا۔ برخلاف غیر نبی کے کہ اس کو اپنی وحی کے فہم مضمون میں اشتباہ اور التباس رہتا ہے تو یہ توجیہ بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ جب اس وحی کے معانی خود منزل

علیہ پر مشتبہ ہوئے تو اس الہام کے الہام ہدایت یا الہام ضلالت ہونے میں اس کی بھی امتیاز ہوا اور اس کے من جانب اللہ ہونے کا کیونکر یقین کیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا فقرہ نبی اور غیر نبی میں واقعی اور حقیقی امتیاز نہیں پیدا کرتا۔ صرف عوام کی لغزش کھا جانے کے لئے بڑھا دیا گیا ہے اور اس لئے صریح لفظ نبی یا رسول کے اطلاق سے ہی مؤلف نے کس قدر احتیاط کی ہے۔ ورنہ خواص نبوت یا رسالت کے اپنے لئے ثابت کرنے میں میری رائے میں کوئی فروگذاشت نہیں کی ہے۔ هذا مایحظر بالبال والله اعلم بحقیقة الحال

رقمه العبد الضعیف المفتی محمد عبدالله عفاء الله عنه المدرس الاول بالمدرسة العالیة فی لاهور

مشہور علماء جہلم سے

مولوی نور احمد صاحب ساکن کھائی کوٹلی ضلع جہلم

الہامات صاحب براہین احمدیہ و تاویلات صاحب اشاعۃ السنہ بالکل مخالف شرع اند و مضمون و عبارات رسالہ شریفہ ہذا صحیح بلکہ اصح و ہدایت کنندہ گمراہان براہ حق جزء اللہ سبحانہ مولف خیر الجزء۔ فقیر نور احمد ساکن کھائی کوٹلی جہلم بقلم خود۔

نو احمد

(عرض مصنف)

باسمہ سبحانہ اس فتویٰ حرمین محترمین زادہم اللہ تعالیٰ حرمۃ سے جمیع اہل اسلام خاص و عام پر بخوبی روشن ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کی براہین احمدیہ والی بلند پروازیوں نے ہی ان کو بشہادت مفتیان عرب و عجم دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ وہ ہرگز الہام ربانی کے مورد نہیں۔ یقیناً القائے شیطان کے مصدر ہیں۔ ہر چند فقیر مؤلف کان اللہ لہ نے ابتدائے ۱۳۰۲ھ سے اولاً بذریعہ خط و کتابت ثانیاً بوسیلہ اشتہارات بہت کوشش کی کہ مرزا مناظرہ سے تحقیق حق کر کے اسلام میں رخنہ اندازی سے باز آ جائیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کی تائید پر غرہ نہ ہو جائیں۔ مگر بقضائے الٰہی موثر نہ ہوا۔ تب فقیر نے رسالہ مرقومہ بالا ۱۳۰۳ھ میں حرمین شریفین زادہما اللہ میں بھیج کر فتویٰ لیا۔ ۱۳۰۵ ہجری میں جب یہ فتویٰ آیا تب راقم نے امرتسر جا کر مرزا صاحب کے دوستوں کو دکھلایا اور ان کی معرفت مرزا صاحب کو بلوایا کہ وہ بچشم خود اس کو ملاحظہ کر کے تائب ہو جائیں تو اس کو شائع کرنے میں تاخیر کی شاید مرزا صاحب روبراہ ہو جائیں۔ پھر مرزا صاحب نے جب ضروری اشتہار ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء میں اپنے مثیل مسیح ہونے کے دعویٰ میں کئی علماء دین سے مباحثہ کے واسطے ان کے نام درج کئے اور اخیر میں فقیر کا نام بھی تحریر کیا تو اس کے جواب میں فقیر نے رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ میں دو ورقہ اشتہار شائع کر کے مختصر حال اس فتویٰ کا اور اپنی مستعدی مناظرہ کے لئے ظاہر کی اور ادعائے مثیل مسیح کو بھی باطل کیا۔ ان کی طرف سے اس کا جواب نہ آیا بعد ازاں رمضان شریف ۱۳۱۰ ہجری میں حافظ محمد یوسف ضلعدار نے مرزا صاحب یا ان کے نائب سے مناظرہ کے واسطے تحریک کی فقیر نے تحریر کر دی کہ میں

حاضر ہوں۔ تاریخ مقررہ پر نہ مرزا صاحب آیا نہ کوئی نائب ان کا مختار نامہ لے کر آیا۔ برعکس محمد احسن امروہی نے فقیر کے فرار کا اشتہار بنام اتمام الحجه شائع کر دیا۔ اس کے جواب میں ایک مدرسہ قصور نے اولاً اس کی تبکیت میں اشتہار شائع کیا۔ ثانیاً فقیر نے ۱۳۱۱ ہجری میں دوسرا اشتہار چھپوادیا۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ مرزا صاحب کی پہلی رخنہ اندازی اسلام کے علاوہ جس پر حرمین مکرمین زادہما اللہ تعظیما سے ان کے بارہ میں فتویٰ آچکا ہے جوانہوں نے دعویٰ مخترعہ مسیحیت میں رسالہ فتح الاسلام و توضیح المرام، ازالہ اوہام شائع کئے ہیں ان میں نبوت و رسالت کا کھلا کھلا دعویٰ کر دیا ہے۔ جس سے مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے ان کے مؤید اور ثنا خواں بھی ان کے سخت مخالف ہو کر واشگاف اور صاف صاف ان کی تکفیر کر رہے ہیں اور مرزا صاحب اور محمد احسن امروہی جیسے ان کے مریدوں کو ذرہ بھی غیرت نہیں کہ مجمع علماء میں اپنی بریت ظاہر دکھائیں۔ صرف دھوکہ بازیوں سے کام چلا رہے ہیں۔ ان کی طرف سے جب اس کا جواب بھی کچھ نہ ملا تو فقیر نے اخیر صفر ۱۳۱۱ ہجری میں اور اشتہار جاری کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اب مرزا صاحب کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہو کر وہ فتویٰ حرمین شریفین شائع کیا جاتا ہے۔ جس سے مرزا صاحب کی ضلالت و بطالت ظاہر ہو جائے گی۔ اور نیز ان کے پچھلے رسالوں کے نمبر صفحہ کے حوالوں سے درج کیا گیا۔ چنانچہ ۱۸ توضیح المرام اور صفحہ ۱۹۲، ۱۹۷، ۶۸، ۶۹ ۷ رسالہ ازالہ اوہام سے صاف صاف ان کا دعویٰ نبوت و رسالت متحقق ہے۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام کی اکثر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کو غلط لکھا ہے۔ ۷، ۸ صفحہ ازالہ میں دیکھو اور حضرت مسیح و سلیمان علیہما السلام کے معجزوں کو شعبدہ بازی اور بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے درج کیا ہے۔

اسی ازالہ کے ص ۳۰۲، میں دیکھو اور چار سو نبی کو جھوٹا لکھ دیا اور ان کی وحی میں دخل شیطان ثابت کیا ہے۔ اسی ازالہ اوہام کے ص ۶۲۷ سے ۶۲۹ دیکھو اور حضرت مسیح کی وفات کے ادعا میں قرآن مجید کی آیتوں میں تحریف کر کے کمال دھوکہ دہی کی ہے۔ جدول مندرجہ صفحہ ۳۳۰ سے ۳۳۲ میں اسی ازالہ کو دیکھو۔ اس اشتہار پر بھی نہ خود مدعی مسیحیت کو، نہ ان کے کسی مرید کو غیرت دامن گیر ہوئی کہ مجمع علماء میں اپنی بریت کرتے یا اس کا جواب شافی دیتے۔ سچ ہے الحیاءُ من الایمان پھر ربیع آخر ۱۳۱۱ ہجری میں جو مرزا صاحب اپنے جدید سسرال کے ہاں چھاؤنی فیروز پور میں آئے تو کئی مسلمانوں نے ان سے دعویٰ مسیحیت کا ثبوت طلب کیا۔ اس پر مرزا صاحب نے مختصر تقریر کے بعد جواب دیا کہ کسی عالم کو ہمارے پاس لے آؤ۔ ہم ان کی تسلی کر دیں گے۔ پھر جلدی سے قادیان کو سدھارے۔ دوسری مرتبہ ۱۲ جمادی الاولیٰ کو جب وہاں آئے تو فقیر کو وہاں ان کا دعویٰ نبوت توہین انبیاء وغیرہ کے لئے بلایا۔ فقیر نے وہاں جا کر ان کی مذکورہ بالا تصانیف سے ان کا دعویٰ نبوت توہین انبیاء وغیرہما سب کو دکھلایا۔ چنانچہ ان کے بیچے میں آیا۔ اس پر انہوں نے مرزا صاحب سے فقیر کے ساتھ تقریر کرنے کی درخواست کی جس پر جواب ملا ہم کو الہام ہوا ہے کہ مولویوں سے مباحثہ نہ کریں تب لوگوں نے کہا کہ آپ کے کہنے سے ہم نے بلوایا تھا۔ آخر بعد تکرار بسیار مرزا صاحب نے بذات خود مناظرہ سے اور اپنے شاگرد و مرید حکیم نور الدین و محمد احسن امروہی سے بھی درمیان میں بیٹھ کر مباحثہ کرنے سے انکار کیا۔ اس پر چھاؤنی فیروز پور کے پچیس معتبر اہل اسلام کی شہادت سے مطبع صدیقی فیروز پور میں اشتہار شائع ہوا کہ واقعی مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں اور انبیاء کرام کے توہین کنندہ اور جواب دینے سے صریح

گریز ہے۔اس پر جب ان کے سخت مخلص حافظ محمد یوسف مذکور کو یہ شکست فاش ناگوار معلوم ہوئی تو پھر وہاں جا کر دوسری مرتبہ مرزا صاحب کو مناظرہ میں شامل ہونے کے لئے آمادہ کیا اور امرتسر سے بنام مولوی محمد احسن امروہی اشتہار جاری کیا کہ مکفرین مرزا صاحب دسمبر کی تعطیلوں میں لاہور آ کر مناظرہ کریں۔میں مشتہر یا حکیم نورالدین مناظرہ کریں گے۔اس پر فقیر نے مرزا صاحب سے اقرار تحریری شمول جلسہ مناظرے کا بذریعہ خط رجسٹری لے کر دوروز قبل از تاریخ مقررہ وارد لاہور ہو کر دس دن برابر لاہور میں رہا۔نہ مرزا صاحب آئے نہ دونوں مناظر حاضر پائے۔حکیم نورالدین و برہان الدین مناظرہ کو آئے۔ان سے کہا گیا کہ آپ مرزا قادیانی کا مختارنامہ لے آئیں۔فقیر حاضر ہے۔پھر آج تک ان کی طرف سے صدائے برنخاست۔

اب اللہ تعالٰی سے سرخرو ہونے کو یہ رسالہ شائع کیا گیا ہے۔عنقریب اس کا دوسرا حصہ فتح اسلام وتوضیح المرام وازالۃ الاوہام کی بعض سخت قباحتوں کی تردید جن کا ذکر اوپر گزرا ہے شائع ہوگا۔وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

المرقوم ۱۸؍صفر ۱۳۱۲ھ

محمد ابوعبدالرحمٰن فقیر غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری